بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 71

شمارہ 38

ایڈیٹر

منصور احمد

شرح چندہ

سالانہ 850 روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

50 پاؤنڈ یا

80 ڈالر امریکن

یا 60 یورو

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

25 صفر 1444 ہجری قمری ● 22 تبوک 1401 ہجری شمسی ● 22 ستمبر 2022ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ ؕ فَسَاَکۡتُبُہَا لِلَّذِیۡنَ یَتَّقُوۡنَ وَیُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ بِاٰیٰتِنَا یُؤۡمِنُوۡنَ (اعراف:157)

ترجمہ: اور میری رحمت وہ ہے کہ ہر چیز پر حاوی ہے۔ پس مَیں اس (رحمت) کو ان لوگوں کیلئے واجب کردوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 16 ستمبر 2022 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ بشارت ملی تھی کہ ایک شخص آپ کی اُمت میں سے مبعوث کیا جاوے گا

جو صلیبی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھا دینے اور صلیب کو توڑ دینے والا ہوگا اور اسی لحاظ سے وہ مسیح ابن مریم ہوگا

اور اندرونی تفرقوں اور بے راہیوں کو دُور کر کے مسلمانوں کو ہدایت کی سچی راہ پر قائم کرے گا، اس لئے وہ مہدی کہلائے گا

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے کے واسطے خبر دی تھی کہ اس وقت دو رنگ کے فتنے ہوں گے۔ ایک اندرونی، دوسرا بیرونی۔ اندرونی فتنہ یہ ہوگا کہ مسلمان سچی ہدایت پر قائم نہ رہیں گے اور شیطانی عمل دخل کے نیچے آ جائیں گے۔ قمار بازی، زنا کاری، شراب خوری اور ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہو کر حدود اللہ سے نکل جائیں گے اور خدا تعالیٰ کے نواہی کی پرواہ نہ کریں گے۔ صوم و صلوٰۃ کو ترک کر دیں گے اور امرِ الٰہی کی بے حرمتی کی جائے گی اور قرآنی احکام کے ساتھ ہنسی ٹھٹھا کیا جائے گا۔ بیرونی فتنہ یہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر افتراء کئے جائیں گے اور ہر قسم کے دل آزار حملوں سے اسلام کی توہین اور تخریب کی کوشش کی جاوے گی۔ مسیحؑ کی خدائی کو منوانے کیلئے اور اس کی صلیبی لعنت پر ایمان لانے کے واسطے ہر قسم کے حیلے اور تدابیر عمل میں لائی جاویں گی۔ غرض ان دونوں اندرونی اور بیرونی عظیم الشان فتنوں کی اطلاع کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ہی یہ بشارت ملی کہ ایک شخص آپ کی اُمت میں سے مبعوث کیا جاوے گا جو بیرونی فتنہ اور صلیبی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھا دینے اور صلیب کو توڑ دینے والا ہوگا اور اسی لحاظ سے وہ مسیح ابن مریم ہوگا اور اندرونی تفرقوں اور بے راہیوں کو دور کر کے ہدایت کی سچی راہ پر قائم کرے گا۔ اس لئے مہدی کہلائے گا۔ اسی بشارت کی طرف وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ میں بھی اشارہ ہے۔ جبکہ یہ دونوں فتنے ہوں گے، ان فتنوں کی بنیاد دو خبیث چیزوں پر ہوگی۔ ایک فرقہ ہوگا جو الدجال کہلائے گا اور ایک یاجوج۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 401، مطبوعہ قادیان 2018)

خدا تعالیٰ نے جن اشیاء کو حلال کیا ہے انہی کو ہم حلال کہہ سکتے ہیں اور جن کو حرام کہا ہے انہی کو ہم حرام کہہ سکتے ہیں

باقی جو درمیانی چیزیں ہیں ان کے متعلق حکم حلال اور حرام کے تابع ہوگا

باقی اشیاء میں سے جو طیبات ہیں وہ حلال ہیں اور جو طیبات نہیں وہ حلال نہیں

اس سے معلوم ہوا کہ سب حلال چیزیں طیّب نہیں ہیں، جو طیّب ہیں صرف انکا کھانا جائز ہے باقی کا کھانا جائز نہیں

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ النحل آیت 116 اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِیۡرِ وَمَاۤ اُہِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰہِ بِہٖ ۚ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَیۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ [ترجمہ: اس نے تم پر صرف مردار کو اور خون کو اور سؤر کے گوشت کو اور (ہر) اس چیز کو حرام کیا ہے جس پر اللہ (تعالیٰ) کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو اور جو شخص (ان میں سے کسی چیز کے کھانے پر) مجبور کیا جائے بحالیکہ وہ نہ باغی ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو تو (یاد رہے کہ) اللہ (تعالیٰ) یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے] کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس آیت کے متعلق ایک بہت بڑا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس میں چار چیزوں کی حرمت بیان فرمائی گئی ہے۔ کیا یہی چار چیزیں حرام ہیں اور انکے سوا اور کوئی چیز حرام نہیں......

رہا ان لوگوں کا قول جنہوں نے کہا ہے کہ یہی چیزیں حرام ہیں کوئی اور چیز حرام نہیں، سو میرے نزدیک انکی بات درست ہے کیونکہ اسکے سوا اور کوئی معنی نہیں بن سکتے۔ جن لوگوں کا یہ مذہب ہے ان میں سے ایک ابن عباسؓ ہیں۔ ان کے متعلق بخاری میں جابر بن عبداللہ سے ایک روایت آتی ہیکہ انکا یہی مذہب تھا کہ یہی چار چیزیں حرام ہیں جو اس آیت میں بیان ہیں۔

(صحیح بخاری، جلد 3، وروح المعانی، جلد 8)

اور ابوداؤد کی روایت ہے کہ ابن عمرؓ کا بھی یہی مذہب تھا۔ اس میں آتا ہے کہ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنۡ اُکُلِ الۡقَنۡفُذِ فَتَلَا قُلۡ لَّاۤ اَجِدُ فِیۡ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیَّ الآیۃ

(سنن ابوداؤد، جزو سوم، کتاب الاطعمہ)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی ابن ابی حاتم نے اور بعض اور لوگوں نے مسند سے بیان کیا ہے کہ اِنَّہَا کَانَتۡ اِذَا سُئِلَتۡ عَنۡ اَکۡلِ کُلِّ ذِیۡ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَ مُخۡلَبٍ مِنَ الطَّیۡرِ قَالَتۡ قُلۡ لَّاۤ اَجِدُ فِیۡ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیَّ الآیۃ　(روح المعانی، جلد 8)

اسی طرح ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے بھی روایت کی ہے کہ قَالَ لَیۡسَ مِنَ الدَّوَابِّ شَیۡءٌ حَرَامٌ اِلَّا مَا حَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیۡ کِتَابِہٖ قُلۡ لَّاۤ اَجِدُ۔ امام مالکؓ کا بھی یہی مذہب تھا۔

(روح المعانی، جلد 8، زیر آیت سورۃ انعام)

اب سوال یہ ہے کہ کیا باقی سب چیزوں کا کھانا جائز ہے۔ بعض ائمہ کا یہ مذہب ہے کہ انکے سوا باقی سب اشیاء کا کھانا جائز ہے۔ مگر میرے نزدیک باوجود اسکے بعض اشیاء کا کھانا ناجائز ہے مگر ہم انہیں شریعت کی اصطلاح میں حرام نہیں کہہ سکتے۔ چنانچہ ابن ماجہ میں سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اَلۡحَلَالُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰہُ فِیۡ کِتَابِہٖ وَ الۡحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فِیۡ کِتَابِہٖ　(ابن کثیر، جلد اول، زیر آیت سورہ بقرہ)

اس سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جن اشیاء کو حلال کیا ہے انہی کو ہم حلال کہہ سکتے ہیں اور جن کو

طاقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بیچنے کی خاطر جس جانور کے تھن میں دودھ روک لیا گیا ہو

(2151) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایسی بکری خریدی جس کا دودھ تھنوں میں روک کر اکٹھا کیا گیا ہو اور وہ اسے دوہے، اگر اس نے اسے پسند کر لیا ہے تو اسے رکھ لے اور اگر اس نے ناپسند کیا ہے تو اس کے دودھ کے بدلے ایک صاع کھجور دینا ہوگی۔

نماز کو سنوار کر پڑھنے پر بیعت

(2157) اسماعیل نے قیس (بن ابی حازم) سے روایت کی (اور کہا) کہ مَیں نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے: مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس اقرار پر بیعت کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور نماز سنوار کر پڑھونگا اور زکوٰۃ دوں گا اور (ہر حکم رسول اللہؐ کا) سنوں گا اور اطاعت کروں گا اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا۔

مشرک سے کچھ خریدنا

(2216) حضرت عبدالرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے اتنے میں ایک مشرک آدمی جو پراگندہ بال دراز قامت تھا، اپنی بکریوں کو ہانکتے ہوئے آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یہ بیچنی ہیں یا عطیہ ہیں؟ (راوی کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لفظ) عطیہ فرمایا یا ہبہ۔ اس نے کہا: نہیں، بلکہ بیچنی ہیں تو آپؐ نے اس سے ایک بکری خریدی۔

(بخاری، جلد 4، کتاب البیوع، مطبوعہ 2008ء قادیان)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 2 ستمبر 2022ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

نیشنل عاملہ جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کی حضور انور سے ملاقات

اصلاح اعمال کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ تعالیٰ کے ارشادات اور لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داریاں

نماز جنازہ حاضر و غائب | اعلان نکاح | وصایا

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب | خلاصہ خطبہ جمعہ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی الْعَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

بھلا کوئی ایسی شرتی پیش تو کرو جس میں پرمیشر نے یہ کہا ہو کہ میں دائمی نجات دینے پر قادر تو تھا لیکن میں نے نہ چاہا کہ محدود اعمال کا غیر محدود بدلہ دوں، ہم ایسے کسی آریہ کو ہزار روپیہ نقد دینے کو تیار ہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پُرشوکت انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب "چشمہ معرفت" رُوحانی خزائن جلد 23 سے پیش کررہے ہیں۔ قبل ازیں ہم نے اس تعلق میں آپؑ کے بعض ارشادات کتاب چشمہ معرفت سے پیش کئے تھے، اس شمارہ میں مزید کچھ ارشادات اور آپؑ کا پُرشوکت انعامی چیلنج پیش کریں گے۔

آریوں کے اصول کی رُو سے یہ دُنیا خدا تعالیٰ کی ہستی پر دلیل نہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

آریوں کے اصول کی رُو سے خدا تعالیٰ اُن تمام مختلف اشکال کے حیوانات کا حقیقی مالک نہیں ہے اور نہ اس کے اپنے ارادہ اور خواہش سے یہ مختلف اشکال کے حیوان زمین پر پیدا ہوگئے ہیں اور نہ اس کی مصلحت اور حکمت کی رُو سے ان کا وجود زمین پر ضروری ہے بلکہ اُن تمام حیوانات کا زمین پر ہونا یا نہ ہونا صرف اُن اعمال پر موقوف ہے جو تناسخ کے چکر میں ڈالتے ہیں اور جب کہ ان چیزوں میں سے کسی چیز کو اپنی ذات میں دوام نہیں ہوسکتا بلکہ ہر ایک حیوان کا وجود وابستۂ تناسخ ہے تو اس صورت میں ایسی چیزوں کو جو محض تناسخ کی وجہ سے ظہور پذیر ہیں کیونکر خدا تعالیٰ کے وجود پر دلالت ہوسکتی ہے۔ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 21)

پرمیشر رُوحوں کی خواص میں دخل دینے سے بکلّی عاجز ہے، کیونکہ مالک جو نہیں

یاد رہے کہ کوئی آریہ اپنی وید کی تعلیم کے رُو سے نہیں کہہ سکتا کہ ارواح اور ذرّات پرمیشر کی ملکیت ہیں اور وہ اُنکا مالک ہے بلکہ آریوں کا اقرار ہے کہ پرمیشر رُوحوں کی طاقتوں اور قوتوں اور خواص میں دخل دینے سے بکلّی قاصر اور عاجز ہے کیونکہ پرمیشر اُنکا خالق نہیں اور روحوں کی تمام طاقتیں اور قوتیں قدیم سے خود بخود ہیں اور ہر ایک رُوح اپنے وجود کا آپ ہی پرمیشر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ روحیں پرمیشر کیلئے ایک پیدا کردہ ملکیت کی طرح ہیں اور نہ پرمیشر کا اُن پر مالکانہ اختیار نافذ ہے ہاں حاکمانہ اختیار ہے یعنی حکام کی طرح اُنکو اعمال کی جزا سزا دیتا رہتا ہے۔ (ایضاً، صفحہ 22)

قرآن شریف کی رُو سے خدا کے کام سب مالکانہ ہیں

قرآن شریف کی رُو سے خدا کے کام سب مالکانہ ہیں جس طرح کبھی وہ گناہ کی سزا دیتا ہے ایسا ہی وہ کبھی گناہ کو بخش بھی دیتا ہے یعنی دونوں پہلوؤں پر اس کی قدرت نافذ ہے۔ جیسا کہ مقتضائے مالکیت ہونا چاہئے اور اگر وہ ہمیشہ گناہ کی سزا دے تو پھر انسان کا کیا ٹھکانہ ہے بلکہ اکثر وہ گناہ بخش دیتا ہے اور تنبیہ کی غرض سے کسی گناہ کی سزا بھی دیتا ہے تا غافل انسان متنبہ ہوکر اسکی طرف متوجہ ہو جیسا کہ قرآن شریف میں یہ آیت ہے۔ وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ○ اور جو کچھ تمہیں کچھ مصیبت پہنچتی ہے پس تمہاری بداعمالی کے سبب سے ہے اور خدا بہت سے گناہ بخش دیتا ہے اور کسی گناہ کی سزا دیتا ہے۔ (ایضاً، صفحہ 23)

دیانند نے لکھا ہے کہ پرمیشر کسی کا گناہ بخش نہیں سکتا ایسا کرے تو بے انصاف ٹھہرتا ہے

آریوں کا پرمیشر اپنی حیثیت کی رو سے ایک مجسٹریٹ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا جو جرم اور عدم جرم کی بنا پر سزا دیتا یا بری کرتا ہے مالکانہ اختیار اُس کو کچھ بھی حاصل نہیں یہاں تک کہ نعوذ باللہ وہ انسان سے بھی گیا گزرا ہے مثلاً ہم اپنے خطا کار نوکر کا گنہ بخش سکتے ہیں مگر آریوں کا پرمیشر اپنے کسی گنہ گار کا گنہ بخش نہیں سکتا۔ ایسا ہی ہم اپنے نوکر کی خدمات کے علاوہ جس قدر چاہیں بطور جود و احسان اُسکو دے سکتے ہیں مگر آریوں کا پرمیشر اپنے پرستار کو اُسکے حق واجب سے زیادہ کچھ بھی نہیں دے سکتا۔ اِسی وجہ سے وہ دائمی مکتی نہیں دے سکتا۔ پنڈت دیانند کی ستیارتھ پرکاش اُردو کے صفحہ 501 میں لکھا ہے کہ پرمیشر کسی کا گناہ بخش نہیں سکتا ایسا کرے تو بے انصاف ٹھہرتا ہے پس اُس نے مان لیا ہے کہ پرمیشر محض ایک جج کی طرح ہے مالکانہ حیثیت اُسکو حاصل نہیں۔ (ایضاً، صفحہ 26)

پرمیشر محدود افعال کا ثمرہ غیر محدود نہیں دے سکتا، کیونکہ وہ تو فقط ایک منصف ہے مالک نہیں

ایسا ہی پنڈت دیانند نے ...... لکھا ہے کہ پرمیشر محدود افعال کا ثمرہ غیر محدود نہیں دے سکتا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر وہ مالکانہ اختیار رکھتا ہے تو محدود خدمت کے عوض میں غیر محدود ثمرہ دینے میں اُسکا کیا حرج ہے کیونکہ مالک کے کاموں کیساتھ انصاف کو کچھ تعلق نہیں۔ ہم بھی اگر کسی مال کے مالک ہوکر سوالیوں کو کچھ دینا چاہیں تو کسی سوالی کا حق نہیں کہ یہ شکایت کرے کہ فلاں شخص کو زیادہ دیا اور مجھے کم دیا۔ اِسی طرح کسی بندہ کا خدا تعالیٰ کے مقابل پر حق نہیں کہ اُس سے انصاف کا مطالبہ کرے کیونکہ جس حالت میں جو کچھ بندہ کا ہے وہ سب کچھ خدا کا ہے۔ تو نہ تو یہ بندہ کا حق ہے کہ انصاف کی رُو سے اُس سے فیصلہ چاہے اور نہ خدا کی یہ شان ہے کہ اپنی مخلوق کا یہ مرتبہ تسلیم کرلے کہ وہ لوگ اُس سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے کیلئے مجاز ہیں۔ پس درحقیقت جو کچھ خدا تعالیٰ بندہ کو اُسکے اعمال کی جزائیں دیتا ہے وہ اُسکا محض انعام اکرام ہے ورنہ اعمال کچھ چیز نہیں بغیر خدا کی تائید اور فضل کے اعمال کب ہوسکتے ہیں۔ (ایضاً، صفحہ 26)

اللہ کو ایک منصف قرار دینا اور اُسکے مالکانہ شان سے انکار کرنا کس قدر کفرانِ نعمت ہے

اس فیاض مطلق کو محض ایک جج کی طرح فقط انصاف کرنیوالا قرار دینا اور اسکے مالکانہ مرتبہ اور شان سے انکار کرنا کس قدر کفرانِ نعمت ہے۔ اور اگر کہو کہ ہم اُس کو مالک سمجھتے ہیں تو اِس کا یہی جواب ہے کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ تم ہرگز اُسکو مالک نہیں سمجھتے یہ صرف دکھانے کے دانت ہیں جو تم دکھلا رہے ہو مالک اُسی کو کہتے ہیں کہ دونوں پہلوؤں سزا اور درگذر اور عطا اور ترک عطا پر قادر ہو پس کہاں تم اپنے پرمیشر کو ایسا سمجھتے ہو بلکہ بقول تمہارے پرمیشر ان دونوں پہلوؤں پر ہرگز قادر نہیں اور اسکی مخلوق اس سے اپنے حقوق کا ایسا ہی مطالبہ کرسکتی ہے جیسا کہ ایک قرض خواہ اپنے قرضدار سے اور وہ کسی کا گناہ نہیں بخش سکتا اور جب تم نے اسکا نام بمقابلہ مخلوقات کے منصف رکھا تو بتلاؤ کہ منصف کے مفہوم میں یہ بات داخل ہے یا نہیں؟ کہ وہ لوگوں کے حقوق اپنے ذِمّہ تسلیم کرے اور ہر ایک فرد بشر اپنے حق واجب کا اُس سے مطالبہ کرسکے اور پھر اگر حقوق کو ادا نہ کرے تو ظالم کہلاوے۔ (ایضاً، صفحہ 28)

واضح ہو کہ وہ تعلیم جو وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے بڑی بھاری غلطی اُسکی یہی ہے کہ پرمیشر کو صرف ایک منصف تصوّر کرکے مخلوقات کے حقوق کا اُسکے سر پر بوجھ ڈالا گیا ہے اور دوسری طرف خواہ نخواہ یہ قرار دیا گیا ہے کہ مخلوقات بھی اپنے حق سے زیادہ کسی عطا اور جود کی مستحق نہیں ہے۔ یہ ہے وید وِدّیا جس پر آریوں کو بڑا ناز ہے۔

آریہ دائمی نجات کے قائل نہیں
اگر وید خدا تعالیٰ کو ارواح کا خالق تسلیم کرتا تو یہ غلطی کبھی واقع نہ ہوتی

افسوس اگر وید خدا تعالیٰ کو درحقیقت ارواح کا خالق تسلیم کرتا تو یہ غلطی کبھی واقع نہ ہوتی کیونکہ اس صورت میں واقعی طور پر ماننا پڑتا ہے کہ پرمیشر رُوحوں کا مالک ہے اور جب کہ مالک ہے تو اُس کے مقابل پر کسی کو دعویٰ نہیں پہنچتا کہ اُس سے اپنے کسی حق کا مطالبہ کرے کیونکہ پیدا کردہ پیدا کنندہ کی ایک ملکیت ہے اور درحقیقت مکتی کے مسئلہ میں یعنی نجات کے بارہ میں جو کچھ آریوں نے غلطیاں کھائی ہیں وہ بھی اِسی بنا پر ہیں۔ مثلاً وہ دائمی نجات کے قائل نہیں ہیں اور اُن کو سخت مجبوری کی وجہ سے ماننا پڑتا ہے کہ ایک مُدت مقررہ کے بعد پرمیشر اپنے بندوں کو گو ویدوں کے رشی ہی کیوں نہ ہوں مکتی خانہ سے باہر نکال دیتا ہے اور ناکردہ گناہ طرح طرح کی جونوں میں ڈال دیتا ہے اور ساتھ اس کے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پرمیشر اس مجبوری سے کہ ایک مُدت کے بعد رُوحوں کو مکتی خانہ سے باہر نکالنا ضروری ہے بہانہ جوئی کے طور پر ایک ذرہ گناہ اُن کا باقی رکھ لیتا ہے اور وہی الزام اُن کے سر پر تھاپ کر مکتی خانہ سے باہر نکال دیتا ہے مگر اب سوچنے کا مقام ہے کہ اسی ذرّہ سے گنہ کے عوض میں ایک تو انسان بنایا جاتا ہے اور دُوسرا کتے کی جون میں ڈالا جاتا ہے اور تیسرے کو گھوڑا بناتے ہیں اور اسی گنہ کے عوض میں کوئی گائے بن جاتا ہے اور کوئی بکری اور کوئی مرغی اور کوئی نجاست کا کیڑا اور کوئی مرد اور کوئی عورت۔ پس یہ پرمیشر کے نیاؤ یعنی انصاف کا نمونہ ہے کہ گناہ تو صرف ایک ذرہ کی مقدار تھا اِسی گنہ کے عوض میں ایک تو وید کے رشی پیدا ہوئے جن کے دِلوں پر خدا نے الہام کا پرکاش کیا اور پھر اسی گناہ کے عوض میں بعض کتے اور سؤر اور بندر بنائے گئے۔ کیا یہی انصاف ہے یہی وید کا فلسفہ ہے اور یہی وید مقدس کی وِدّیا ہے کوئی صاحب ہمیں جواب دیں۔ (ایضاً، صفحہ 29)

پرمیشر کے دائمی نجات نہ دینے پر بے ہودہ دلیل

اور میعادی مکتی یعنی نجات پر یہ دلیل لاتے ہیں کہ محدود افعال کا ثمرہ غیر محدود نہیں ہوسکتا گویا پرمیشر تو دائمی نجات دینے پر قادر تھا مگر کیا کرے اعمال محدود ہیں۔ دیکھو یہ کیسا مکر ہے کہ اس بات کو پرمیشر چھپاتا ہے کہ اس میں خود ہی یہ طاقت نہیں کہ دائمی نجات دے سکے۔ دِل میں کچھ اور زبان پر کچھ اور۔ عجیب تر یہ کہ آریہ صاحبان اِس بات کے قائل ہیں کہ چندروزہ نیکی اور عبادت کے عوض میں کئی ارب تک پرمیشر مکتی خانہ میں رکھ سکتا ہے۔ پس وہ اپنے اس قول سے ملزم ہوسکتے ہیں کیونکہ جس پرمیشر نے یہ گوارا کیا کہ تھوڑی مدّت کے عوض میں اس قدر مدّت پاداش عمل کی رکھی تو اگر وہ دائمی نجات عطا کردیتا تو کونسا الزام اس پر وارد ہوتا تھا جس سے وہ بچ گیا۔ انسانی گورنمنٹ بھی کسی کو پنشن دیکر اس بہانہ سے ضبط نہیں کرسکتی کہ خدمت کے ایام سے پنشن کے ایام زیادہ ہوگئے ہیں۔

پُرشوکت انعامی چیلنج

اور پھر مکتی دینے کے وقت ایک گنہ باقی رکھ لینا اور آخر اُسی گناہ کو مکتی یافتوں کے ذمہ لگا کر مکتی خانہ سے باہر نکالنا اور پھر بعضوں کی رعایت کرنا اور بعض کو ردّی سے ردّی جون میں ڈالنا اور بیجا پکش پات اور طرفداری کو استعمال میں لانا کیا ایسا مکروہ فریب اور مکر اُس بے عیب ذات کی طرف منسوب ہوسکتا ہے جو بے انتہا فیضوں کا سرچشمہ ہے۔ جس حالت میں درحقیقت پرمیشر دائمی نجات دینے پر قادر ہی نہیں تو اس فضول عذر پیش کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی کہ محدود اعمال کی غیر محدود جزا نہیں ہوسکتی۔ واقعی بات کو چھپانا اور محض اپنی پردہ پوشی کے طور پر

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

دمشق کی فتح کو بعض مؤرخین حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں بیان کرتے ہیں لیکن دمشق کا یہ معرکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں شروع ہو چکا تھا، البتہ اس کی فتح کی خبر جب مدینہ بھیجی گئی تو اُس وقت حضرت ابوبکرؓ کی وفات ہو چکی تھی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت دَور کے آخری معرکہ یعنی فتح دمشق کا تفصیلی تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 2 ستمبر 2022ء بمطابق 2 تبوک 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کی جنگوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس ضمن میں فتح دمشق جو تیرہ ہجری میں ہوئی اسکے بارے میں کچھ تفصیل بیان کرتا ہوں۔ یہ آخری جنگ تھی جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ہوئی۔ دمشق کے محل وقوع کے بارے میں ہے کہ یہ قدیم دمشق شام کا دارالحکومت اور تاریخی روایات کا حامل شہر تھا۔ ابتدا میں یہ بت پرستی کا بہت بڑا مرکز تھا لیکن جب عیسائیت آئی تو اسکے بت کدے کو کلیسیا بنا دیا گیا۔ یہ ایک اہم تجارتی مرکز تھا۔ یہاں عرب بھی آباد تھے اور مسلمانوں کے تجارتی قافلے یہاں آتے رہتے تھے اور اسی وجہ سے انہیں یہاں کے بارے میں معلومات حاصل تھیں۔ دمشق ایک قلعہ نما فصیل بند شہر تھا۔ حفاظت اور پائیداری کی وجہ سے اسے امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ اس کی فصیل بڑے بڑے پتھروں سے بنائی گئی تھی۔ فصیل کی اونچائی چھ میٹر تھی۔ اس میں انتہائی مضبوط دروازے لگائے گئے تھے۔ فصیل کی چوڑائی تین میٹر تھی۔ دروازے مضبوطی سے بند کیے جاتے تھے۔ فصیل کے چاروں طرف گہری خندق تھی جس کی چوڑائی تین میٹر تھی۔ اس خندق کو دریا کے پانی سے ہمیشہ بھر کر رکھا جاتا تھا۔ اس طرح دمشق کافی مضبوط اور محفوظ حیثیت رکھتا تھا جس میں داخل ہونا آسان نہ تھا۔

(ماخوذ از سیدنا عمر بن خطابؓ از علی محمد الصلابی، صفحہ 725، مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ)

جب حضرت ابوبکرؓ نے شام کی جانب مختلف لشکر روانہ فرمائے تو حضرت ابوعبیدہؓ کو ایک لشکر کا امیر بنا کر حمص پہنچنے کا حکم دیا۔ حمص دمشق کے قریب شام کا ایک قدیم مشہور اور بڑا شہر تھا۔ (ماخوذ از تاریخ الطبری، جلد 2 صفحہ 333، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) (فرہنگ سیرت، صفحہ 106، زوار اکیڈمی کراچی)

حضرت ابوبکرؓ کے ارشاد پر حضرت خالد بن ولیدؓ نے دمشق پہنچ کر دوسرے اسلامی لشکر کے ساتھ اسکا محاصرہ کر لیا۔ اہل دمشق قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر مسلمانوں پر پتھر اور تیر برساتے تھے۔ مسلمان چمڑے کی ڈھالوں سے اپنے آپ کو بچاتے۔ موقع پا کر مسلمان بھی ان کو تیر مارتے۔ اس طرح بیس دن کا عرصہ گزر گیا لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

اہلِ دمشق قلعہ میں محصور ہونے کی وجہ سے سخت تنگی میں تھے۔ قلعہ میں رسد بھی ختم ہونے والی تھی۔ اس کے علاوہ اہل دمشق کے کھیت قلعہ سے باہر تھے لہٰذا ان کی کاشتکاری کے کاموں کو نقصان ہو رہا تھا۔ قلعہ میں غلہ نہیں آ سکتا تھا۔ اشیائے صَرف کی بھی قلت تھی۔ محاصرے کی طوالت کی وجہ سے وہ سخت پریشانی اور مصیبت میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اسی دوران جبکہ دمشق کے محاصرے کو بیس دن گزر چکے تھے مسلمانوں کو خبر ملی کہ ہِرَقل بادشاہ نے اجنادَین کے مقام پر رومیوں کا بھاری لشکر جمع کیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی حضرت خالدؓ بابِ شرقی سے روانہ ہو کر بابِ جابیہ پر حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس آئے اور صورتحال سے مطلع کرتے ہوئے اپنی رائے پیش کی کہ ہم دمشق کا محاصرہ ترک کر کے اجنادَین میں رومی لشکر سے نپٹ لیں اور اگر اللہ نے ہمیں فتح دی تو پھر یہاں واپس لوٹ آئیں گے اور دمشق کا مسئلہ حل کریں گے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا کہ میری رائے اسکے برعکس ہے کیونکہ بیس دن تک قلعہ میں محصور رہنے کی وجہ سے اہل دمشق تنگ آ گئے ہیں اور ہمارا رعب ان کے دلوں میں سما گیا۔ اگر ہم یہاں سے کوچ کر گئے تو ان کو راحت حاصل ہوگی اور وہ کھانے پینے کی چیزیں قلعہ میں کثیر تعداد میں ذخیرہ کر لیں گے اور جب ہم اجنادَین سے یہاں واپس آئیں گے تو یہ لوگ طویل عرصہ تک ہمارا مقابلہ کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

حضرت خالدؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے محاصرہ جاری رکھا اور دمشق کے قلعہ کے متفرق دروازوں پر مسلمانوں کے تمام متعین سرداروں کو حکم دیا کہ اپنی اپنی طرف سے حملہ میں شدت اختیار کریں۔

حضرت خالدؓ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ہر جانب سے اسلامی لشکر نے شدید حملے شروع کیے۔ اس طرح دمشق کے محاصرے پر اکیس دن گزر گئے۔

حضرت خالدؓ نے مسلمانوں کو حملہ کی شدت بڑھانے کی ترغیب دیتے ہوئے خود بابِ شرقی سے سخت حملے جاری رکھے۔ اہلِ دمشق اب بالکل تنگ آ گئے تھے اور ہِرَقل بادشاہ کی مدد کے منتظر تھے۔ حضرت خالدؓ نے پے در پے حملے جاری رکھے۔ وہ اسی طرح مصروفِ جنگ تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ قلعہ کی دیوار پر جو رومی تھے وہ دفعۃً تالیاں بجا کر ناچنے کودنے لگے اور خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ مسلمان حیرت سے ان کو دیکھنے لگے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے ایک جانب دیکھا تو ایک بڑا غبار اس طرف اٹھتا ہوا نظر آیا۔ اس کی وجہ سے آسمان تاریک نظر آتا تھا۔ دن کے وقت میں بھی اندھیرا چھایا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ حضرت خالدؓ فوراً سمجھ گئے کہ اہل دمشق کی مدد کیلئے ہِرَقل بادشاہ کا لشکر آ رہا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں چند مخبروں نے اس خبر کی تصدیق بھی کر دی کہ ہم نے پہاڑ کی گھاٹی کی طرف ایک لشکرِ جرار دیکھا ہے اور وہ بے شک رومیوں کا لشکر ہے۔ حضرت خالدؓ فوراً آئے اور حضرت ابوعبیدہؓ کو صورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ تمام لشکر لے کر ہِرَقل بادشاہ کے بھیجے ہوئے لشکر سے مقابلہ کیلئے جاؤں۔ لہٰذا اس امر میں آپ کا مشورہ کیا ہے؟ حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر ہم نے اس جگہ کو چھوڑ دیا تو اہلِ دمشق قلعہ سے باہر آ کر ہم سے جنگ کریں گے۔ ایک طرف سے ہِرَقل کا لشکر حملہ آور ہوگا اور دوسری طرف سے اہلِ دمشق حملہ کریں گے۔ ہم رومیوں کے دو لشکروں کے درمیان مصیبت میں پھنس جائیں گے۔

اس پر حضرت خالدؓ نے کہا پھر آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا تم ایک جری اور بہادر شخص کا انتخاب کرو اور اس کے ساتھ ایک جماعت کو دشمن کے مقابلے کیلئے روانہ کرو۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ضِرار بن اَزْوَرؓ کو پانچ سو سواروں کا لشکر دے کر رومی لشکر سے مقابلے کیلئے روانہ کیا۔ ایک دوسری روایت میں حضرت ضِرارؓ کے لشکر کی تعداد پانچ ہزار بھی بیان ہوئی ہے۔ (ماخوذ از مردانِ عرب، حصہ اول از عبدالستار ہمدانی، صفحہ 203-204، اکبر بک سیلرز لاہور) (فتوح الشام از واقدی، جلد 1، صفحہ 48)

بہرحال حضرت ضِرارؓ پانچ سو سپاہیوں کو لے کر یا جو بھی لشکر تھا اس کو لے کر رومی لشکر کی جانب روانہ ہو گئے۔ چند سپاہیوں نے رومیوں کا لشکر دیکھ کر آپ سے کہا کہ یہ لشکر بہت بڑا ہے اور ہم صرف پانچ سو ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ ہم واپس چلیں اور اپنے لشکر کے ساتھ مل کر اس کا مقابلہ کریں۔ حضرت ضِرارؓ نے کہا دشمن کی کثرت سے مت گھبراؤ۔ خدا نے بہت دفعہ قلت کو کثرت پر غالب کیا ہے۔ وہ اب بھی ہماری مدد کرے گا۔ ساتھیو! واپس جانا تو جہاد سے فرار ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ کیا تم عرب کی بہادری اور جاں نثاری کو داغ لگاؤ گے؟ جسے واپس جانا ہو چلا جائے۔ مَیں تو لڑوں گا۔ اسلام کے نام کو بلند کروں گا۔ خدا مجھے بھاگتے ہوئے نہ دیکھے۔

تمام مسلمان یک زبان ہو کر بولے کہ ہم اسلام پر نثار ہوں گے۔ شہادت کا مرتبہ پائیں گے یعنی کہ ہم تیار ہیں جنگ کیلئے۔ حضرت ضِرارؓ خوش ہو گئے۔ حکم دیا کہ دشمن پر ایک ہی بار حملہ کر کے اسے تہس نہس کر دو۔ مسلمان اور حضرت ضِرارؓ نے رومی لشکر پر مسلسل وار کیے اور بہادری سے لڑائی کی۔ رومی سپہ سالار کے بیٹے نے حضرت ضِرارؓ پر حملہ کیا اور آپ کے بائیں بازو پر نیزہ مارا جس کی وجہ سے خون تیزی سے بہنے لگا۔ ایک لمحہ کے بعد آپؓ نے اسی کے دل پہ نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔ آپ کا نیزہ اسکے سینے میں پھنس گیا اور اس کا پھل ٹوٹ گیا۔ رومی فوج نے آپ کا نیزہ خالی دیکھا تو آپ کی طرف ٹوٹ پڑے اور آپ کو قید کر لیا۔ (ماخوذ از اسلامی جنگیں، صفحہ 123 تا 125، از رفیق انجم مکی دار الکتب لاہور) (ماخوذ از مردانِ عرب، حصہ اول از عبدالستار ہمدانی، صفحہ 206، اکبر بک سیلرز لاہور) کیونکہ ہاتھ میں ہتھیار نہیں تھا۔

صحابہ کرامؓ نے جب دیکھا کہ حضرت ضِرارؓ قید ہو گئے ہیں تو بہت غمگین اور پریشان ہو گئے۔ انہوں نے کئی دفاعی حملے کیے مگر ان کو چھڑا نہ سکے۔ حضرت ضِرارؓ کی گرفتاری کی خبر جب حضرت خالدؓ کو پہنچی تو آپ بہت پریشان ہوئے اور ساتھیوں سے رومی لشکر کے متعلق معلومات لے کر حضرت ابوعبیدہؓ سے مشورہ کیا اور حملے کے متعلق رائے لی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ دمشق کے محاصرہ کا معقول انتظام کر کے آپ حملہ کر سکتے ہیں۔ کمانڈر کیونکہ اس وقت حضرت ابوعبیدہؓ تھے۔ حضرت خالدؓ نے محاصرہ کا انتظام کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشمن کا تعاقب کیا اور ان کو ہدایت کی کہ جیسے ہی دشمن ملے اس پر اچانک حملہ کرنا۔ اگر ضِرار کو ان لوگوں نے قتل نہ کیا ہو تو شاید ہم ضِرار کو چھڑا لائیں گے اور اگر ضِرار کو شہید کیا ہو تو بخدا ہم ان سے بھرپور انتقام لیں گے۔ تاہم مجھے امید ہے کہ اللہ ہم کو ضِرار کے متعلق صدمہ نہیں دے گا۔ اسی دوران حضرت خالدؓ نے ایک شہسوار کو سرخ عمدہ گھوڑے پر دیکھا جس کے ہاتھ میں لمبا چمکدار نیزہ تھا۔ اس کی وضع قطع سے بہادری، دانائی اور جنگی مہارت نمایاں تھی۔ زرہ کے اوپر لباس پہن رکھا تھا۔ پورا بدن اور منہ چھپا ہوا تھا اور فوج کے آگے آگے تھا۔

حضرت خالدؓ نے تمنا کی کہ کاش! مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ شہسوار کون ہے۔ واللہ! یہ شخص نہایت دلیر اور بہادر معلوم ہوتا ہے۔ سب لوگ اسکے پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ لشکرِ اسلام جب کفار کے قریب پہنچا تو لوگوں نے اس شہسوار کو رومیوں پر ایسے حملہ کرتے دیکھا جس طرح باز چڑیوں پر جھپٹتا ہے۔ اس کا ایک حملہ تھا جس نے دشمن کے لشکر میں تہلکہ ڈال دیا اور مقتولین کے ڈھیر لگا دیے اور بڑھتے بڑھتے دشمن کے لشکر کے درمیان میں پہنچ گیا۔ وہ چونکہ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال چکا تھا اس لیے دوبارہ پلٹا اور کافروں کے لشکر کو چیرتا ہوا اندر گھستا چلا گیا۔ جو سامنے آیا اس کو ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیا۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ شخص حضرت خالدؓ ہی ہو سکتے ہیں۔ رافع نے حیرانگی سے خالد سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ حضرت خالدؓ نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں۔ میں خود حیران ہوں کہ یہ کون ہے۔

حضرت خالدؓ لشکر کے آگے کھڑے تھے کہ وہی سوار دوبارہ رومیوں کے لشکر سے نکلا۔ رومیوں کا کوئی بھی سپاہی اس کے مقابل نہیں آ رہا تھا اور یہ تنہا کئی آدمیوں سے مقابلہ کرتے ہوئے رومیوں کے درمیان لڑ رہا تھا۔ اسی دوران حضرت خالدؓ نے حملہ کر کے اسے کفار کے گھیرے سے نکالا اور یہ شخص لشکرِ اسلام میں پہنچ گیا۔ حضرت خالدؓ نے اسے کہا: تُو نے اپنے غصہ کو اللہ کے دشمنوں پر نکالا ہے۔ بتاؤ تم کون ہو؟ اس سوار نے کچھ نہ بتایا اور پھر جنگ کیلئے تیار ہو گیا۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا اللہ کے بندے! تُو نے مجھے اور تمام مسلمانوں کو بے چینی میں ڈال دیا ہے۔ تُو اس قدر بے پروا ہے۔ آخر تُو کون ہے! حضرت خالدؓ کے اصرار پر اس نے جواب دیا کہ میں نے نافرمانی کی وجہ سے اعراض نہیں کیا، یہ نہیں کہ میں نافرمان ہوں اس لیے تمہیں جواب نہیں دے رہا بلکہ مجھے شرم آتی ہے کیونکہ میں مرد نہیں ہوں، ایک عورت ہوں۔

عورتیں بھی اس بہادری کا نمونہ دکھاتی تھیں۔ مجھے میرے دردِ دل نے اس میدان میں اتارا ہے۔ خالد نے پوچھا کہ کون سی عورت؟ اس عورت نے عرض کیا کہ ضِرار کی بہن خولہ بنت ازور ہوں۔ بھائی کی گرفتاری کا پتہ لگا تو میں نے وہی کیا جو آپ نے دیکھا۔ حضرت خالدؓ نے یہ سن کر کہا کہ ہم سب کو متفقہ حملہ کرنا چاہیے۔ اللہ سے امید ہے کہ وہ ضِرار کو قید سے رہائی دلا دے گا۔ حضرت خولہؓ نے کہا کہ میں بھی حملہ میں پیش پیش رہوں گی۔ پھر خالد نے بھرپور حملہ کیا۔ رومیوں کے پیر اکھڑ گئے اور رومیوں کا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ حضرت رافعؓ نے شجاعت کے جوہر دکھائے۔ مسلمان ایک بار پھر بھرپور حملے کیلئے تیار ہوئے تھے کہ اچانک کفار کے لشکر سے کچھ سوار اس طرف تیزی سے امان مانگتے ہوئے آ گئے۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا ان کو امان دے دو اور فرمایا میرے پاس لے آؤ۔ پھر خالد نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم روم کی فوج کے لوگ ہیں اور حمص کے رہنے والے ہیں اور صلح چاہتے ہیں۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ صلح تو حمص پہنچ کر ہوگی۔ یہاں پر قبل از وقت ہم صلح نہیں کر سکتے البتہ تم کو امان ہے۔ جب اللہ فیصلہ کرے گا اور ہم غالب آئیں گے تب وہاں پر بات ہوگی۔ ہاں یہ بتاؤ کہ ہمارے ایک بہادر جس نے تمہارے سردار کے لڑکے کو قتل کیا تھا اس کے متعلق تم کو کچھ معلوم ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ شاید آپ ان کے متعلق پوچھتے ہیں جو ننگے بدن تھے اور جنہوں نے ہمارے بہت سے آدمیوں کو مارا اور سردار کے بیٹے کو قتل کیا تھا۔ خالدؓ نے فرمایا ہاں وہی ہے۔ انہوں نے کہا جس وقت وہ قید ہوئے اور وَرْدَان کے پاس پہنچے تو وَرْدَان نے اس کو سو سواروں کی جمعیت میں حمص روانہ کیا تا کہ بادشاہ کے پاس پہنچایا جائے۔

یہ سن کر خالدؓ بہت خوش ہوئے اور حضرت رافعؓ کو بلا کر فرمایا کہ تم راستوں کو اچھی طرح جانتے ہو۔ اپنی مرضی کے جوانوں کو لے کر حمص پہنچنے سے پہلے حضرت ضِرارؓ کو چھڑاؤ اور اپنے رب کے ہاں اجر پاؤ۔ حضرت رافعؓ نے ایک سو جوانوں کو چن لیا اور ابھی جانے ہی والے تھے کہ حضرت خولہؓ نے منت سماجت کر کے حضرت خالدؓ سے جانے کی اجازت حاصل کر لی اور سب لوگ حضرت رافعؓ کی سرکردگی میں حضرت ضِرارؓ کی رہائی کیلئے حمص روانہ ہو گئے۔ حضرت رافعؓ تیزی سے چلے اور ایک مقام پر پہنچ کر آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ خوش ہو جاؤ۔ دشمن ابھی آگے نہیں گیا اور وہاں پر اپنے ایک دستے کو چھپا دیا۔ یہ لوگ اسی حالت میں تھے کہ غبار اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ حضرت رافعؓ نے مسلمانوں کو چوکنا رہنے کا حکم دیا۔ مسلمان تیار بیٹھے تھے کہ رومی پہنچ گئے۔ حضرت ضِرارؓ ان کی قید میں تھے اور درد بھرے لہجے میں اشعار پڑھ رہے تھے کہ ”اے مخبر! میری قوم اور خولہ کو یہ خبر پہنچا دو کہ میں قیدی ہوں اور مشکوں میں بندھا ہوا ہوں۔ شام کے کافر اور بے دین میرے گرد جمع ہیں اور تمام زرہ پہنے ہوئے ہیں۔ اے دل! تُو غم و حسرت کی وجہ سے مر جا اور اے جوانمردی کے آنسو! میرے رخسار پر بہ جا۔“ یہ شعر پڑھ رہے تھے، ان کے معنی یہ ہیں۔ حضرت خولہؓ نے زور سے آواز دی کہ تیری دعا قبول ہوگئی۔ اللہ کی مدد آ گئی۔ میں تیری بہن خولہ ہوں اور یہ کہہ کر اس نے زور سے تکبیر بلند کر کے حملہ کر دیا اور دیگر مسلمان بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ آور ہوئے۔

مسلمانوں نے اس دستے پر قابو پا لیا۔ سب کو قتل کر دیا گیا۔ حضرت ضِرارؓ کو اللہ تعالیٰ نے رہائی دلائی اور مالِ غنیمت مسلمانوں کو مل گیا۔ حضرت خولہؓ نے اپنے ہاتھوں سے بھائی کی رسیاں کھول دیں اور سلام کیا۔ حضرت ضِرارؓ نے اپنی بہن کو شاباش دی اور خوش آمدید کہا۔ ایک لمبا نیزہ ہاتھ میں لیا اور ایک گھوڑے پر سوار ہوئے۔ خدا کا شکر ادا کیا۔ یہاں یہ خوشی ہوئی اور وہاں دمشق میں حضرت خالدؓ نے سخت حملہ کر کے وَرْدَان کو شکست فاش دی۔ وہ لوگ بھاگ گئے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ وہاں حضرت ضِرارؓ اور دیگر مسلمانوں سے ملاقات ہوئی۔ فتح کی خبر حضرت ابوعبیدہؓ کو بھیج دی۔ اب مسلمانوں نے یقین کر لیا کہ دمشق فتح ہونے والا ہے۔

(ماخوذ از فتوحات شام از فضل محمد یوسف زئی، صفحہ 75-81، مکتبہ ایمان و یقین)

دوسری طرف اسلامی لشکر دمشق میں مقیم تھا اور قلعہ کا محاصرہ جاری تھا کہ بُصریٰ سے حضرت عبّاد بن سعیدؓ حضرت خالدؓ کے پاس آئے اور اطلاع دی کہ رومیوں کا نوّے ہزار کا لشکر بمقام اجنادَین جمع ہوا ہے۔ حضرت خالدؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا لشکر ملک شام میں متفرق مقامات میں منتشر ہے۔ لہٰذا ان تمام کو خط لکھ دو کہ وہ ہمیں اجنادَین میں آملیں اور ہم بھی اب قلعہ دمشق کا محاصرہ ترک کر کے اجنادَین کی جانب کوچ کریں گے۔

(ماخوذ از مردانِ عرب حصہ اول از عبدالستار ہمدانی، صفحہ 214، اکبر بک سیلرز لاہور)

ہِرَقل کو وَرْدَان کی شکست کی خبر پہنچ چکی تھی نیز اسکے بیٹے کے قتل ہونے کا مفصل حال معلوم ہو چکا تھا۔ لہٰذا ہِرَقل نے اس کو خوب ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے لکھا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ ننگے بھوکے عربوں نے تجھے شکست دے دی ہے اور تیرے بیٹے کو قتل کیا ہے۔ نہ مسیح نے اس پر رحم کیا اور نہ تم پر۔ اگر تیری بہادری اور شمشیر زنی کا چرچا نہ ہوتا تو مَیں تجھے قتل کر دیتا۔ خیر اَب جو ہوا سو ہوا مَیں نے اجنادَین کی طرف نوے ہزار کی فوج روانہ کی ہے تجھے اس کا سردار مقرر کرتا ہوں۔

(ماخوذ از فتوحات شام از فضل محمد یوسف زئی، صفحہ 81، مکتبہ ایمان و یقین)

حضرت خالدؓ نے دمشق کا محاصرہ ختم کر کے اجنادَین کی طرف لشکر کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ حکم ملتے ہی مسلمانوں نے فوراً خیمے اکھیڑ کر باقی مال اسباب اونٹوں پر لادنا شروع کیا۔ مالِ غنیمت کے اونٹوں کو اور مال و اسباب کے اونٹوں کو عورتوں اور بچوں کے ساتھ لشکر کے پیچھے کی جانب رکھا اور باقی سواروں کو لشکر کے آگے رکھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ میں عورتوں اور بچوں کے قافلہ کے ساتھ لشکر کے پیچھے رہوں، حضرت ابوعبیدہؓ کو کہا، اور آپ لشکر کے آگے رہیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ وَرْدَان اپنا لشکر لے کر اجنادَین سے دمشق کی طرف روانہ ہوا ہو اور اس سے آمنا سامنا ہو جائے۔ اگر تم لشکر کے آگے رہو گے تو تم ان کو روک سکو گے اور مقابلہ کر سکو گے۔ لہٰذا تم آگے رہو اور میں پیچھے رہتا ہوں۔ حضرت خالدؓ نے کہا آپ کی رائے مناسب ہے۔ میں آپ کی رائے اور تجویز کے خلاف نہیں کروں گا۔ جب اسلامی لشکر دمشق کا محاصرہ ترک کر کے روانہ ہوا تو لشکر کو کوچ کرتے دیکھ کر اہلِ دمشق خوشی سے اچھلنے کودنے لگے اور تالیاں بجا کر اپنی خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ اسلامی لشکر کے کوچ کے متعلق اہل دمشق نے مختلف آرا ظاہر کیں۔ کسی نے کہا کہ اجنادَین میں ہمارے عظیم لشکر کے جمع ہونے کی خبر سن کر مسلمان ملک شام میں اپنے دوسرے لشکر کے پاس جمع ہونے گئے ہیں۔ کسی نے کہا کہ محاصرہ سے تنگ آ کر کسی اَور مقام پر لشکر کشی کرنے جا رہے ہیں اور بعض نے تو یہاں تک کہا کہ ملک حجاز کی طرف بھاگ کر جا رہے ہیں، واپس جا رہے ہیں۔

(ماخوذ از مردانِ عرب حصہ اول از عبدالستار ہمدانی، صفحہ 216-217، اکبر بک سیلرز لاہور)

اہلِ دمشق جتنے بھی لوگ تھے وہ ایک شخص کے پاس جمع ہو گئے جس کا نام بُولص تھا۔ اور وہ اس سے قبل کسی بھی جنگ میں صحابہ کے سامنے نہیں آیا تھا۔ یہ شخص ہِرَقل کا نہایت معتمد اور اعلیٰ درجہ کا تیر انداز تھا۔ اہل دمشق نے اس کو امیر بنایا اور ہر قسم کا لالچ دے کر جنگ کیلئے آمادہ کیا۔ نیز انہوں نے اس بات کی قسمیں کھائیں کہ وہ میدانِ جنگ چھوڑ کر نہیں بھاگیں گے اور جو بھی ان میں سے میدان چھوڑے گا تو آپ کو اختیار ہوگا کہ اسے اپنے ہاتھ سے قتل کر دیں۔ یہ عہد و پیمان جب مکمل ہو گیا اور بُولص گھر میں داخل ہو کر زرہ پہننے لگا تو بیوی نے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو۔ بُولص نے کہا کہ دمشق والوں نے مجھے اپنا امیر بنایا ہے۔ اب عربوں کے ساتھ لڑنے جا رہا ہوں۔

بیوی نے اس سے کہا کہ ایسا مت کرو بلکہ گھر میں بیٹھے رہو۔ تم میں عربوں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ ان سے خواہ مخواہ مت لڑو۔ میں نے آج ہی خواب میں دیکھا ہے کہ تمہارے ہاتھ میں کمان ہے اور ہوا میں چڑیوں کا شکار کر رہے ہو۔ بعض چڑیاں زخمی ہو کر گر گئیں مگر پھر اٹھ کر اڑنے لگیں۔ میں تعجب میں پڑ گئی کہ خواب میں ہی دیکھا کہ اچانک اوپر سے عقاب آ گئے۔ ایک نہیں کئی عقاب آ گئے اور تم اور تمہارے ساتھیوں پر ایسے ٹوٹ پڑے کہ سب کو نیست و نابود کر دیا۔ بُولص نے کہا تو نے مجھے بھی خواب میں دیکھا تھا۔ اس نے کہا ہاں۔ عُقاب نے زور سے تجھے ٹھونگ ماری اور تو بیہوش ہو گیا تھا۔ بُولص نے اسکی باتیں سن کے اپنی بیوی کو تھپڑ مارا اور کہا کہ تیرے دل میں عربوں کا خوف بیٹھ گیا ہے۔ خواب میں بھی وہی خوف ہے۔ گھبراؤ مت! میں ابھی ان کے امیر کو تیرا خادم اور اسکے ساتھیوں کو بکریوں اور خنزیروں کا چرواہا بنا دوں گا۔

بُولص نہایت تیزی سے چھ ہزار سوار اور دس ہزار پیدل لشکر لے کر مسلمانوں کے پیچھے ان کے مقابلہ کیلئے نکل گیا اور اسلامی فوج کی عورتوں، بچوں، مال مویشی اور ابوعبیدہ کے ایک ہزار لشکر کا تعاقب کیا۔ مسلمان بھی مقابلے کیلئے تیار ہو گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے کفار پہنچ گئے۔ بُولص سب سے آگے تھا۔ اس نے ایک دم چھ ہزار سپاہیوں کے ساتھ ابوعبیدہ پر حملہ کیا۔ بُولص کا بھائی بُطرُس پیدل فوج کے ساتھ عورتوں کی طرف بڑھا اور کچھ عورتیں گرفتار کر کے دمشق کی طرف واپس پلٹا۔ ایک جگہ پر پہنچ کر اپنے بھائی کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے یہ مصیبت ناگہانی دیکھ کر فرمایا کہ خالد کی رائے صحیح تھی کہ وہ لشکر کے پیچھے رہیں گے۔ اِدھر عورتیں اور بچے چلاّ رہے تھے۔ اُدھر ایک ہزار مسلمانوں نے بہادری سے مقابلہ کیا۔ بُولص نے حضرت ابوعبیدہؓ پر بار بار حملہ کیا۔ آپؓ نے بھی شدید مقابلہ کیا۔ حضرت سہل تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت خالدؓ کے پاس پہنچے اور سارا قصہ سنایا۔ حضرت خالدؓ نے اِنَّا لِلّٰہ پڑھا۔ آپؓ نے حضرت رافعؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو ایک ایک ہزار لشکر دے کر روانہ کیا تا کہ بچوں اور عورتوں کی حفاظت ہو جائے۔ اسکے بعد حضرت ضِرارؓ کو ایک ہزار سوار دے کر رخصت کیا اور خود بھی لشکر لے کر دشمن کی طرف چلے۔ ادھر حضرت ابوعبیدہؓ بُولص کے ساتھ مصروفِ جنگ تھے۔ اتنے میں مختلف علاقوں سے آنے والے مسلمانوں کے لشکر پہنچ گئے۔ انہوں نے ایسا حملہ کیا کہ دمشق سے آ کر حملہ کرنے والے رومیوں کو اپنی ذلت و خواری کا یقین ہو گیا۔ حضرت ضِرارؓ آگ کے شعلوں کی طرح بُولص کی طرف بڑھے۔ اس نے جب آپ کو دیکھا تو کانپ اٹھا اور پہچان لیا۔ بُولص گھوڑے سے اتر کر پیدل بھاگنے لگا۔ حضرت ضِرارؓ نے بھی اس کا تعاقب کیا اور اس کو زندہ پکڑ لیا اور قید کر لیا۔ اس جنگ میں کفار کے چھ ہزار آدمیوں میں سے بمشکل سو آدمی زندہ بچے تھے۔ حضرت ضِرارؓ پریشان تھے کیونکہ حضرت خولہؓ بھی قید ہو چکی تھیں۔ حضرت خالدؓ نے کہا کہ گھبراؤ نہیں ہم نے ان کے ایسے آدمی پکڑے ہوئے ہیں جن کے بدلے میں وہ ہمارے قیدی آسانی سے رہا کر دیں گے۔

حضرت خالدؓ نے دو ہزار سپاہیوں کو اپنے ساتھ لیا اور باقی تمام افواج کو حضرت ابوعبیدہؓ کے حوالے کر دیا تا کہ عورتوں کی حفاظت ہو جائے اور خود قیدی خواتین کی تلاش میں نکل گئے۔ آپ جلدی جلدی چل کر اس جگہ پہنچے جہاں پر دشمن مسلمان عورتوں کو قید کر کے لے گئے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ غبار اڑ رہا ہے۔ آپ کو تعجب ہوا کہ یہاں لڑائی کیوں ہو رہی ہے۔ پتا کرنے پر معلوم ہوا کہ بُولص کا بھائی بُطرُس عورتوں کو گرفتار کر کے نہر کے پاس بھائی کے انتظار میں رک گیا تھا اور اب وہ عورتوں کو آپس میں بانٹنے لگے تھے۔ بطرس نے حضرت خولہؓ کے بارے میں کہا کہ یہ میری ہے۔ انہوں نے عورتوں کو ایک خیمہ میں قید کر دیا اور خود آرام کرنے لگے اور انہیں بُولص کا انتظار بھی تھا۔ ان عورتوں میں سے اکثر بہادر اور تجربہ کار شہسوار عورتیں بھی تھیں۔ وہ ہر قسم کی جنگ جانتی تھیں۔ یہ آپس میں جمع ہوئیں اور حضرت خولہؓ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اَے قبیلہ حِمیَر کی بیٹیو! اور اے قبیلہ تُبَّع کی یادگارو! کیا تم اس پر راضی ہو کہ رومی کفار تم کو لونڈیاں بنائیں؟ کہاں گئی تمہاری شجاعت اور کیا ہوئی تمہاری وہ غیرت جس کا ذکر عرب مجلسوں میں ہوا کرتا تھا؟ افسوس! میں تمہیں غیرت سے علیحدہ اور شجاعت و حمیت سے خالی پا رہی ہوں۔ اس آنے والی مصیبت سے تو تمہاری موت افضل ہے۔

یہ سن کر ایک صحابیہ نے کہا اے خولہؓ! تُو نے جو کچھ بیان کیا ہے بے شک درست ہے لیکن یہ بتاؤ کہ ہم قید میں ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں نیزہ تلوار نہیں ہے۔ ہم کیا کر سکتی ہیں! نہ گھوڑا ہے نہ اسلحہ ہے کیونکہ اچانک ہم کو قید کر لیا گیا ہے۔ حضرت خولہؓ نے فرمایا کہ ہوش کرو۔ خیموں کے ستون تو موجود ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ انہیں اٹھا کر ان بدبختوں پر حملہ کریں۔ آگے مدد اللہ فرمائے گا۔ یا ہم غالب آ جائیں گے ورنہ شہید تو ہو جائیں گی۔ اس پر ہر خاتون نے خیمہ کی ایک ایک لکڑی اٹھائی۔ حضرت خولہؓ ایک لکڑی کندھے پر رکھ کر آگے ہوئیں۔

حضرت خولہؓ نے اپنے ماتحت خواتین سے فرمایا کہ زنجیر کی کڑیوں کی طرح ایک ساتھ ہو جاؤ۔ متفرق نہ ہونا ورنہ سب قتل ہو جاؤ گی۔ اسکے بعد حضرت خولہؓ نے آگے بڑھ کر ایک رومی کافر کو مار کر قتل کیا۔ رومی لوگ ان عورتوں کی جرأت و بہادری دیکھ کر حیران ہو گئے۔ بطرس نے کہا بدبختو! یہ کیا کر رہی ہیں۔ ایک صحابیہ نے جواب دیا کہ آج ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ ان لکڑیوں سے تمہارے دماغ درست کر دیں اور تمہیں قتل کر کے اپنے اسلاف کی عزتوں کی حفاظت کریں۔ بُطرس نے کہا کہ ان کو زندہ پکڑ لو اور خولہ کو زندہ پکڑنے کا خاص خیال رکھو۔ چاروں طرف سے تین ہزار رومی حلقہ باندھ کر کھڑے تھے مگر کوئی شخص عورتوں تک نہیں آ سکتا تھا۔ اگر وہ آگے بڑھتا تو یہ عورتیں ان کے گھوڑوں اور پھر ان کو مار دیتی تھیں۔ اس طرح تیس سواروں کو ان عورتوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

بُطرس یہ دیکھ کر آگ بگولہ ہو گیا۔ گھوڑے سے نیچے اترا۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہو کر تلواروں سے حملہ آور ہوا مگر یہ عورتیں ایک جگہ اکٹھی ہوئیں اور سب کا مقابلہ کیا اور کوئی قریب نہ آ سکا۔ حضرت خولہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے بُطرس نے کہا کہ اے خولہ! اپنی جان پر رحم کرو۔ میں تمہاری قدر کرتا ہوں۔ میرے دل میں بھی تیرے لیے بہت کچھ ہے۔ کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ میں بادشاہ جیسا آدمی تیرا مالک بنوں اور میری ساری جائیداد تمہاری جائیداد ہو جائے۔ حضرت خولہؓ نے فرمایا اے کافر بدبخت! خدا کی قسم! اگر میرا بس چلے تو ابھی تیرا سر لکڑی سے توڑ دوں۔ واللہ! مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ تو میری بکریاں اور اونٹ چرائے چہ جائیکہ تو میری برابری کا دعویٰ کرے۔ اس پر بُطرس نے لشکر سے کہا کہ ان سب کو قتل کر دو۔ لشکر والے نئے سرے سے تیار ہو رہے تھے اور ابتدائی حملہ کرنے والے تھے کہ مسلمان حضرت خالدؓ کی سرکردگی میں وہاں پہنچ گئے۔ آپؓ کو تمام حالات و واقعات کا علم ہوا۔ عورتوں کی بہادری اور مقابلے سے مسلمان بہت خوش ہوئے اور پھر

پورے لشکر نے کفار کے ارد گرد دائرہ ڈال دیا اور ایک ساتھ حملہ کیا۔ حضرت خولہؓ نے چلّا کر کہا اللہ کی مدد آ گئی ہے! اللہ نے مہربانی کر دی ہے! جب بُطرس نے مسلمانوں کو دیکھا تو پریشان ہو گیا اور بھاگنے لگا مگر بھاگنے سے پہلے اس نے دو مسلمان شہسواروں کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ ان میں سے ایک خالد اور دوسرے حضرت ضِرارؓ تھے۔ ضِرار نے اس کو ایک نیزہ مارا۔ وہ گھوڑے سے گرتے گرتے بچا۔ پھر ضِرار نے دوسرا وار کیا اور وہ ڈھیر ہو گیا۔ مسلمانوں نے بہت سے رومیوں کو قتل کیا۔ جو بچ گئے وہ دمشق بھاگ گئے۔

جب حضرت خالدؓ واپس لوٹے تو بُولص کو بلایا اور اس کو اسلام پیش کیا اور فرمایا اسلام قبول کرو ورنہ تیرے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو تیرے بھائی کے ساتھ کیا گیا۔ بُولص نے کہا میرے بھائی کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ خالدؓ نے فرمایا اس کو قتل کیا ہے۔ بُولص نے اپنے بھائی کا انجام دیکھ کر کہا کہ اب زندگی کا کوئی مزہ نہیں ہے۔ مجھے بھی بھائی کے ساتھ ملا دو۔ چنانچہ اسے بھی قتل کر دیا گیا۔ (ماخوذ از فتوحات شام از فضل محمد یوسف زئی، صفحہ 82 تا 89، مکتبہ ایمان ویقین)

بہرحال اسلامی لشکر پھر اجنادَین کے مقام پر جمع ہو گئے۔ یہ تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے۔ دمشق کا یہ دوسرا محاصرہ ہوا۔ پہلے تو چھوڑ آئے تھے۔ اب اس جنگ کے بعد دوبارہ دمشق کے محاصرے کے بارے میں لکھا ہے کہ اجنادَین کی فتح کے بعد حضرت خالدؓ نے اسلامی لشکر کو دمشق کی جانب دوبارہ کوچ کرنے کا حکم دیا۔ اہلِ دمشق کو اجنادَین میں رومی لشکر کی شکست کی اطلاع پہلے ہی مل چکی تھی لیکن جب انہیں یہ خبر ملی کہ اسلامی لشکر اب دمشق کی طرف آ رہا ہے تو وہ بہت گھبرائے۔ دمشق کے اطراف میں بسنے والے بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزین ہو گئے اور قلعہ میں کافی تعداد میں غلّہ اور اشیائے صَرف جمع کر لیں تا کہ اگر اسلامی لشکر کا محاصرہ لمبا ہو جائے تو ذخیرہ ختم نہ ہو۔ اس کے علاوہ ہتھیار اور سامانِ جنگ بھی اکٹھا کر لیا۔ قلعہ کی دیواروں پر منجنیق، پتھر، ڈھال، تیر، کمان وغیرہ سامان پہنچا دیا تا کہ قلعہ کی دیوار سے محاصرہ کرنے والوں پر حملہ کیا جائے۔ اسلامی لشکر نے دمشق کے قریب پڑاؤ کیا۔ پھر اسلامی لشکر نے آگے بڑھ کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت خالدؓ نے دمشق کے تمام دروازوں پر سرداروں کو ان کے لشکر سمیت متعین کر دیا۔

(ماخوذ از مردانِ عرب حصہ اول از عبدالستار ہمدانی، صفحہ 247، اکبر بک سیلرز لاہور)

اس وقت دمشق کا حاکم تُومَا تھا۔ دمشق کے رؤسا، امرا اور دانشمند لوگوں نے تُومَا کو مشورہ دیا کہ ہمارے پاس اسلامی لشکر سے مقابلے کی طاقت نہیں۔ اس لیے یا تو ہِرَقل سے مدد طلب کرو یا پھر مسلمانوں سے مصالحت کر لو۔ جو وہ طلب کریں انہیں دے کر اپنی جان بچاؤ۔ اس پر تُومَا نے تکبر اور غرور سے کہا کہ میں عربوں کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتا۔ مَیں ہِرَقل اعظم کا داماد اور جنگ کا ماہر ہوں۔ میرے ہوتے ہوئے مسلمانوں کو شہر میں پاؤں رکھنے کی جرأت نہ ہو گی۔

رؤسا کے سمجھانے پر تُومَا نے یہ کہہ کر انہیں تسلی دی کہ عنقریب ہِرَقل کی طرف سے ایک بڑا لشکر ہماری مدد کیلئے آ رہا ہے۔ تُومَا نے ہر طرف سے مسلمانوں پر شدت سے حملے کا حکم دیا۔ ان حملوں کے دوران کئی مسلمان زخمی اور شہید ہوئے۔ حضرت اَبَان بن سعیدؓ کو بھی ایک زہر آلود تیر لگا۔ تیر نکالنے کے بعد انہوں نے زخم پر عمامہ باندھ لیا لیکن تھوڑی ہی دیر میں زہر ان کے جسم میں سرایت کر گیا اور وہ غش کھا کر گر گئے اور وہیں کچھ دیر بعد جام شہادت نوش کر گئے۔ حضرت اَبَانؓ کا نکاح اجنادَین کی جنگ کے دوران حضرت اُمِّ اَبَان سے ہوا تھا اور ان کے ہاتھ کی مہندی کا رنگ اور سر میں عطر کی خوشبو باقی تھی یعنی بالکل تازہ شادی تھی۔ حضرت ام اَبَانؓ کا شمار عرب کی ان بہادر خواتین میں ہوتا تھا جو جہاد کرنے میں پیش پیش رہتی تھیں۔ جب ان کو اپنے خاوند کی شہادت کی اطلاع ملی تو وہ بھاگتی ہوئی اور ٹھوکریں کھاتی ہوئی آئیں اور اپنے خاوند کی لاش کے پاس صبر واستقلال کا ایک پیکر بن کر کھڑی ہو گئیں۔ اپنی زبان سے ناشکری کا ایک کلمہ بھی نہ نکالا اور اپنے خاوند کی جدائی میں چند اشعار کہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ تدفین کے بعد حضرت ام اَبَانؓ اپنے خیمے کی طرف ایک عزم محکم اور پختہ ارادے کے ساتھ گئیں۔ اپنے ہتھیار تھامے اور اپنے چہرے پر کپڑا باندھا اور باب تُومَا پر پہنچ گئیں جہاں ان کے خاوند شہید ہوئے تھے۔ باب تُومَا پر اس وقت سخت لڑائی جاری تھی۔ حضرت ام اَبَانؓ ان مسلمانوں میں شامل ہو کر سخت لڑائی لڑتی رہیں اور اپنے تیروں سے کئی رومیوں کو زخمی اور موت کے گھاٹ اتار دیا اور بالآخر لڑائی کے دوران موقع پا کر تُومَا کے محافظ کا نشانہ لیا جس کے ہاتھ میں صلیبِ اعظم تھی۔

یہ صلیب سونے کی بنی ہوئی تھی اور اس میں قیمتی جواہر جڑے ہوئے تھے۔ صلیبِ اعظم اٹھانے والا شخص رومیوں کو جنگ کی ترغیب دیتا تھا اور صلیب کے وسیلے سے فتح وکامیابی کی دعا مانگتا تھا۔ حضرت اُمِّ اَبَانؓ کا تیر جیسے ہی اس شخص کو لگا اس کے ہاتھ سے صلیب گر گئی اور مسلمانوں کے ہاتھ لگ گئی۔

تُومَا نے جب دیکھا کہ صلیب مسلمانوں کے قبضہ میں چلی گئی ہے تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کو واپس لینے کیلئے نیچے اتر آیا اور دروازہ کھول کر مسلمانوں سے مقابلہ شروع کر دیا۔ اس دوران قلعہ کے اوپر سے رومیوں نے بھی سخت حملے کرنے شروع کر دیے۔ اس دوران حضرت ام اَبَانؓ نے موقع دیکھ کر تُومَا کی آنکھ کا نشانہ لے کر تیر چلایا اور اسکی آنکھ ہمیشہ کیلئے اندھی کر دی۔ اس پر تُومَا کو اپنے ساتھیوں سمیت پیچھے ہٹنا پڑا اور انہوں نے قلعہ میں داخل ہو کر دروازے بند کر لیے۔ تُومَا کی یہ حالت دیکھ کر اہلِ دمشق نے کہا کہ اسی لیے ہم نے کہا تھا کہ ان عربوں سے مقابلہ کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ اس لیے عربوں سے مصالحت کی کوئی صورت اختیار کرنی چاہیے۔ اس پر تُومَا مزید غضبناک ہو گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اپنی آنکھ کے بدلے میں ان کی ایک ہزار آنکھیں پھوڑ ڈالوں گا۔

(ماخوذ از مردانِ عرب حصہ اول از عبدالستار ہمدانی، صفحہ 248 تا 254، اکبر بک سیلرز لاہور)

اہلِ دمشق کو حِمص سے بیس ہزار فوج کی مدد آنے کی توقع تھی (سیدنا عمر بن خطابؓ از علی محمد الصلابی، صفحہ 724) مگر اسلامی فوج نے یہ تدبیر کی کہ فوج کے ایک دستے کو دمشق کے راستے پر مقرر کر دیا۔ اس طرح حمص سے آنے والی فوج کو وہیں روک لیا گیا۔ مسلمانوں نے دمشق کا سخت محاصرہ کیے رکھا۔ اس میں حملوں، تیر اندازی اور منجنیقوں سے دشمن کو خوب پریشان کرتے رہے۔ اہلِ دمشق کو جب یقین ہو گیا کہ ان کو امداد نہیں پہنچ سکتی اور ان میں کمزوری اور بزدلی پیدا ہو گئی تو انہوں نے مزید جدوجہد ترک کر دی اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کو زیر کرنے کا جذبہ بڑھ گیا۔

(ماخوذ از تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 357-358، دار الکتب العلمیة بیروت 2012ء)

اہلِ دمشق کا خیال تھا کہ سردیوں کی شدت میں مسلمان طویل محاصرہ کی تکلیفوں کو برداشت نہیں کر سکیں گے لیکن مسلمانوں نے حالات کا نہایت بہادری سے مقابلہ کیا۔ دمشق کے اطراف کے خالی مکانات کو مسلمانوں نے راحت و آرام کیلئے استعمال کیا۔ ہفتہ واری انتظام کے مطابق باری باری جو فوج محاذ پر ہوتی وہ آکر آرام کرتی اور جب وہ چلی جاتی تو دوسری فوج آکر آرام کرتی اور دروازوں پر متعین ان فوجی دستوں کے پیچھے ان کی حمایت اور نگرانی کیلئے دوسری فوج مقرر ہوتی۔ اس طرح طویل سے طویل محاصرے پر بھی قابو پانا آسان ہو گیا لیکن مسلمانوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ دشمن کی منظم رکاوٹوں کو توڑنے کیلئے ان کی میدانی تحقیقات اور جنگی چالیں اپنا کام کرتی رہیں اور رکاوٹوں کے اس منظم اور طویل سلسلہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ ایک ایسے مناسب مقام کے انتخاب میں کامیاب ہو گئے جہاں سے دمشق میں داخل ہونا ممکن تھا۔

یہ دمشق کا سب سے بہتر خطہ تھا۔ اس مقام پر خندق کا پانی کافی گہرا تھا اور وہاں سے داخل ہونا کافی دشوار طلب کام تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے دمشق میں داخل ہونے کی تدبیر یہ نکالی کہ چند رسیوں کو اکٹھا کیا تا کہ فصیل پر چڑھنے اور دمشق میں اترنے کیلئے ان میں پھندا لگا کر سیڑھیوں کا کام لیا جا سکے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو کسی ذریعہ سے یہ خبر مل گئی تھی کہ دمشق کے بطریق، رومی فوج کے دس ہزاری لشکر کے قائد کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی ہے، ایک کمانڈر کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی ہے اور سارے لوگ جن میں اسکے محافظ سپاہی بھی تھے دعوت میں مشغول ہیں۔ چنانچہ وہ سب خوب کھا پی کر مست ہو کر سو گئے اور اپنی اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہو گئے۔

اسی دوران حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مشکیزوں کے سہارے خندق عبور کر کے فصیل تک پہنچ گئے اور رسیوں کے پھندے لگا کر انہیں بطور سیڑھی کے فصیل پر مضبوطی سے پھنسا دیا اور متعدد رسیاں فصیل سے لٹکا دیں۔ اس پر رسیوں کے سہارے کافی زیادہ تعداد میں مسلمان فصیل پر چڑھ گئے اور اندر اتر گئے اور دروازوں تک پہنچ گئے۔ دروازوں کی کنڈیوں کو تلوار سے کاٹ کر الگ کر دیا۔ اس طرح اسلامی فوجیں دمشق میں داخل ہو گئیں۔

(سیدنا عمر بن خطابؓ از علی محمد الصلابی، صفحہ 727-728، مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ)

حضرت خالدؓ کی فوج مشرقی دروازے پر قابض ہو گئی تو رومیوں نے گھبراہٹ میں حضرت ابوعبیدہؓ سے مغربی دروازے پر صلح کی درخواست کی حالانکہ پہلے مسلمانوں کی طرف سے صلح کی درخواست کو مسترد کر چکے تھے اور جنگ پر بضد تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے خوش دلی سے صلح کو منظور کر لیا۔ اس پر رومیوں نے قلعہ کے دروازے کھول دیے اور مسلمانوں سے کہا کہ جلد آؤ اور ہمیں اس دروازے کے حملہ آوروں یعنی حضرت خالدؓ سے بچاؤ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام دروازوں سے مسلمان صلح کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے اور حضرت خالدؓ اپنے دروازے سے لڑائی کرتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے۔ حضرت خالدؓ اور باقی چاروں اسلامی امراء شہر کے وسط میں ایک دوسرے سے ملے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اگرچہ دمشق کا کچھ حصہ لڑ کر فتح کیا تھا لیکن چونکہ حضرت ابوعبیدہؓ نے صلح منظور کر لی تھی اس لیے مفتوحہ علاقے میں بھی صلح کی شرائط تسلیم کی گئیں۔ (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 357-358، دار الکتب العلمیة بیروت 2012ء) (الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 106-107، مطبوعہ ادارہ اسلامیات 2004ء)

یہاں یہ واضح ہو کہ دمشق کی فتح کو بعض مؤرخین حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں بیان کرتے ہیں لیکن دمشق کا یہ معرکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں شروع ہو چکا تھا۔ البتہ اس کی فتح کی خبر جب مدینہ بھیجی گئی تو اس وقت حضرت ابوبکرؓ کی وفات ہو چکی تھی۔ تو یہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانے کی آخری جنگ تھی۔

آئندہ ان شاء اللہ حضرت ابوبکرؓ کی زندگی کے جو باقی پہلو ہیں وہ بیان ہوں گے۔ اس وقت میں چند مرحومین کا ذکر بھی کرنا چاہتا ہوں۔

پہلا ذکر ہے مکرم عمر ابوعرقوب صاحب جو جنوبی فلسطین کے صدر جماعت تھے۔ پندرہ اگست کو ستر سال کی عمر میں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ عمر ابوعرقوب صاحب 2010ء میں ایم ٹی اے العربیہ کے ذریعہ جماعت سے متعارف ہوئے۔ اس بارے میں انہوں نے کہا کہ جب میں نے سب سے پہلے ایم ٹی اے دیکھا تو محسوس کیا کہ بے شک یہ لوگ نیک اور صالح ہیں۔ میں ایک طرف عالمِ اسلام کو قتل وغارت، ڈاکا، چوری اور باہمی منافرت کی حالت میں دیکھتا ہوں اور دوسری طرف جماعتِ احمدیہ صلہ رحمی کی تعلیم دیتی ہے اور تہجد پڑھنے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے کی تلقین کرتی ہے جس سے میں کافی متاثر ہوا اور میں نے کہا کہ یہی سچی جماعت ہے جس کی پیروی ہم پر واجب ہے۔ پھر کہتے ہیں استخارے کے بعد مجھے یقین ہو گیا۔ پھر میں نے خواب بھی ایک دیکھی تھی کہ یہی سچی جماعت ہے اور کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ عہد کیا کہ میں وفات تک اس جماعت سے منسلک رہوں گا۔ ہر مشکل وقت میں مرحوم بہت ثابت قدم رہتے تھے۔ مرحوم کہا کرتے تھے کہ جب تک میں زندہ ہوں تو اپنے عہد پر ثابت قدم رہوں گا۔ ان کی بیعت کے بعد ان کی اہلیہ محترمہ نے رؤیا میں دیکھا کہ چند احمدی لوگ ہیں۔ مکرم عمر صاحب کو اپنے گھر میں ایک کمرے میں لے گئے۔ انہوں نے ان کو نہلایا اور ان کے سینے کو کھول کر صاف کیا اور مجھے کہا کہ دیکھو ہم ان کو بہترین حالت میں واپس لے آئے ہیں۔ خلافت سے بے انتہا محبت کرنے والے تھے اور بڑی دعائیں کیا کرتے تھے۔ مرحوم جماعت سے اخلاص کا تعلق رکھنے والے تھے۔ اپنے گھر کے ایک حصہ کو جو نچلی منزل تھی جماعت کیلئے وقف کیا ہوا تھا۔ جماعت احمدیہ جنوبی فلسطین مرحوم کے مکان میں نماز جمعہ، عیدین اور اجلاسات کیلئے جمع ہوتی اور ان کے بیٹے نے کہا کہ مرحوم کی وصیت ہے کہ یہ حصہ جماعت کیلئے وقف رہے گا۔ ان کے مخالفین ان کو بیماری کے دنوں میں کہتے تھے جماعت احمدیہ سے توبہ کرو بیماری ہٹ جائے گی لیکن مرحوم اسکے باوجود ان سے تبلیغی مباحثہ کیا کرتے تھے اور ایک شخص جو بہت زیادہ بڑھ بڑھ کے مخالفت میں بولنے والا تھا اس سے مباحثہ کیا اور ایسا لاجواب کر دیا کہ اس کو کوئی جواب نہیں سوجھا۔ جب ان کے بیماری کے دن گزر رہے تھے تو بیماری کی شدت کی وجہ سے اگلے دن مرحوم کو آئی سی یو میں منتقل ہونا پڑا۔ مباحثے کے دوران مرحوم کے بیٹے نے اس مُلاں سے کہا جو بہت زیادہ بڑھ بڑھ کے ان سے بحث کرنے والا تھا کہ والد صاحب کو چھوڑ دو۔ یہ صاحبِ تجربہ ہیں۔ تم ان کو نہیں منا سکتے۔ بہرحال بیٹا کہتا ہے کہ مرحوم نے مرض الموت میں یہ نصیحت کی تھی کہ میری موت پر اداس نہ ہونا۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول دہراتے رہے کہ غَدًا أَلْقَى الْأَحِبَّةَ مُحَمَّدًا وَصَحْبَهٗ یعنی کل میں اپنے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ سے ملوں گا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة، جلد 1، صفحہ 499 اسلام حمزة، دار الکتب العلمیة بیروت 1996ء)

مرحوم بہت ہردلعزیز اور ایک پیاری شخصیت کے مالک تھے۔ مرحوم کی اہلیہ تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو احمدی نہیں ہیں اور مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا ذکر مکرم شیخ ناصر احمد صاحب، مٹھی تھرپارکر، کا ہے جو ابھی گذشتہ دنوں ترانوے سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مٹھی کے سب سے پہلے احمدی تھے۔ 1969ء میں انہوں نے احمدیت قبول کی۔ ایک

پُرجوش داعی الی اللہ اور دین کی غیرت رکھنے والے نڈر احمدی تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابندی، مہمان نوازی، خلافت سے والہانہ عشق ان کے نمایاں اوصاف تھے۔ انہیں مٹھی اور اس کے گرد و نواح میں متعدد بیعتیں کروانے کی بھی توفیق ملی۔ مٹھی کی پہلی مسجد انہی کی دی ہوئی جگہ پر بنائی گئی تھی۔ خاندان اور برادری کی طرف سے انہیں شدید مخالفت کا سامنا رہا۔ خاص طور پر بچوں کی شادی کا وقت آیا تو برادری نے اپنے خاندان سے باہر احمدیوں میں رشتہ کرنے سے روکنے کیلئے شدید دباؤ ڈالا۔ آپ کا بائیکاٹ کیا گیا۔ وہ ان کی شادیوں میں شامل بھی نہیں ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے انہوں نے باوجود مخالفت کے تمام بچوں کی شادیاں احمدی گھرانوں میں کیں۔ آپ نے اپنے بچوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ دی۔ سب کو قرآن کریم پڑھایا، نماز کا پابند کیا۔ اپنی عورتوں کو جو پہلے ہندو تھیں اور ان کا روایتی طرز لباس چھڑوا کر انہیں برقع پہنوایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک مرتبہ ان کو خراجِ تحسین دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ ’’اگر ہر سینٹر میں ہم ایک ناصر پیدا کر دیں تو ہم یقیناً کامیاب ہو جائیں گے۔‘‘ ان کے پسماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کے کچھ بچے بھی واقف زندگی ہیں، خدمت دین کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

تیسرا جو ذکر ہے وہ ملک سلطان احمد صاحب سابق معلم وقف جدید کا ہے۔ یہ بھی گذشتہ دنوں چوراسی سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 1938ء میں پکا نسوانہ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے تھے۔ پیدائشی احمدی تھے۔ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے والد محترم سجادہ صاحب المعروف شہزادہ کے ذریعہ سے آئی جنہوں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں خود قادیان جا کر بیعت کی تھی۔ انہوں نے مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد 1960ء میں وقفِ جدید کے تحت خدمت کی درخواست دی۔ ان کا وقف قبول ہوا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب وقفِ جدید کے انچارج تھے تو یہ ان کے زیر تربیت رہے اور کچھ عرصہ وہاں سے تربیت حاصل کر کے 1960ء میں ان کی معلم کے طور پر تقرری ہوئی۔ تھرپارکر کے علاقے میں بھیجے گئے جہاں انہوں نے بڑا کام کیا۔ پھر پاکستان کے دوسرے علاقوں میں بھی رہے۔ اڑتیس سال سے زائد ان کی خدمت کا دور ہے۔ اپنے مفوضہ فرائض بڑے خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا اور اسی وجہ سے 1968ء میں ان پر قاتلانہ حملہ بھی ہوا تھا۔ سچائی، ملنساری، مہمان نوازی، خوش مزاجی ان کے بنیادی وصف تھے۔ تہجد گزار، نماز باجماعت کے پابند، دعا گو انسان تھے۔ مرتے دم تک نظامِ خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق رکھا اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تلقین کرتے رہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے ان سے، درجات بلند کرے۔

اگلا ذکر مکرم محبوب احمد راجیکی صاحب کا ہے جو سعد اللہ پور ضلع منڈی بہاؤالدین کے رہنے والے تھے۔ یہ بھی گذشتہ دنوں میں چھیاسی سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ ایک بیٹا ان کا باہر جرمنی میں ہے اور کچھ لاہور میں مقیم ہیں۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت غلام علی صاحب راجیکیؓ کے بیٹے اور حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ کے بھتیجے تھے اور حضرت مولوی غوث محمد صاحبؓ کے نواسے تھے۔

ان کے بیٹے مبرور صاحب بیان کرتے ہیں: ان کو سینتیس سال بطور صدر جماعت سعد اللہ پور خدمت کی توفیق ملی۔ بہت دعا گو، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے فدائی، خلافت سے بے حد محبت رکھنے والے، نڈر اور بہادر خادم سلسلہ تھے۔ تین مرتبہ ان کو اسیرِ راہ مولیٰ رہنے کی توفیق ملی۔ پنجوقتہ نماز کے پابند ہونے کے ساتھ ساتھ باقاعدگی سے لمبی تہجد ادا کرنے والے تھے۔ بے شمار موقعوں پر خدا تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو قبولیت کا فوری شرف بخشا۔ صاحب رؤیا و کشوف بھی تھے۔ اسیری کے دوران بھی ان کو کئی دفعہ خوابیں آتی رہیں کہ فلاں دن رہائی ہوگی یا فلاں وقت یہ واقعہ ہوگا اور اسی طرح ہوتا بھی رہا۔ دن میں اکثر درود شریف اور دعاؤں میں مصروف رہتے بلکہ ایک شخص نے لکھا کہ ایک دن فجر کی نماز کیلئے آپ آئے تو اس نے ان کو ہاتھ لگایا تو بڑا تیز بخار تھا لیکن اس کے باوجود مسجد میں آئے باجماعت نماز ادا کرنے کیلئے۔ اور ایم ٹی اے سے تعلق اور خلافت سے محبت کا یہ حال تھا کہ اونچا سننے لگے تھے، سمجھ نہیں بھی آتی تھی تب بھی خطبہ کے دوران ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر ضرور سننے کی کوشش کرتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ارد گرد کے گاؤں کے غیر احمدی بہت زیادہ آئے بلکہ پہلے بھی آتے رہتے تھے اور بڑا اعتقاد تھا، ان سے دعائیں کرایا کرتے تھے۔ وفات کے بعد تو آئے ہی افسوس کرنے تھے۔ دعائیں کراتے تھے اور کہا کرتے تھے اگر یہ احمدی نہ ہوتے تو سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں ان کے مرید ہوتے اور ان کی دعاؤں کی قبولیت کے کئی غیر احمدیوں نے بھی واقعات بیان کیے ہیں اور مثالیں دی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے درجات بلند کرے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ان شاء اللہ نمازوں کے بعد ان سب کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

کُلُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰکُمۡ

(سورۃ البقرۃ:58)

ترجمہ: جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

تصحیح

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 19/اگست 2022 میں مکرم نصیر احمد صاحب شہید آف پاکستان کا ذکر خیر فرمایا تھا، اس خطبہ کا مکمل متن اخبار بدر مورخہ 8/ستمبر 2022 کے شمارہ میں شائع ہوا ہے۔ مکرم شہید مرحوم کے کوائف بعض درستی کے ساتھ دوبارہ شائع کئے جا رہے ہیں۔ احباب درستی فرمالیں۔

حضور انور نے فرمایا: ’’اس وقت میں ایک شہید کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ایک ہمارے شہید نصیر احمد صاحب ہیں جو عبدالغنی صاحب کے بیٹے تھے۔ ربوہ میں دارالرحمت شرقی میں رہتے تھے۔ بارہ اگست کو ایک معاندِ احمدیت نے خنجروں کے وار کر کے ان کو شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

تفصیلات کے مطابق نصیر احمد صاحب بس سٹاپ پر اپنے ایک اخبار فروش دوست کے پاس رکے تو ایک مذہبی جنونی حافظ شہزاد حسن وہاں آ گیا اور ان سے پوچھا کہ کیا آپ احمدی ہیں جس پر نصیر احمد صاحب نے جواباً کہا کہ میرا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے۔ اس پر مذکورہ شخص نے جماعت مخالفانہ نعرے بازی کا مطالبہ کیا۔ انکار پر اپنے تھیلے سے خنجر نکال کر نعرے لگاتے ہوئے نصیر احمد صاحب پر متعدد وار کیے اور چند سیکنڈ میں اتنے وار کیے کہ وہ جان لیوا ثابت ہوئے۔ بہرحال خنجر کے متعدد واروں کی تاب نہ لاتے ہوئے یہ شہید ہو گئے۔ ان کی عمر شہادت کے وقت باسٹھ سال تھی۔ وقوعہ کے بعد قاتل نے اپنے بیان میں کہا کہ مجھے اس فعل پر کوئی شرمندگی نہیں ہے اور آئندہ بھی موقع ملا تو اس کام سے گریز نہیں کروں گا۔ یہ سارا واقعہ جو ہوا ہے ایک دو منٹ میں بلکہ ایک منٹ کے اندر اندر ہی ہوا اور کہتے ہیں کہ ڈھائی تین منٹ کے اندر اندر ان کو ہسپتال بھی پہنچا دیا تھا لیکن بہرحال اللہ کو یہی منظور تھا اور جو بھی وار تھے وہ جان لیوا ثابت ہوئے اور شہید ہوئے۔

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ شہید مرحوم کے دادا مکرم فیروز دین صاحب آف رائے پور، ضلع سیالکوٹ، کے ذریعہ ہوا جنہوں نے 1921ء میں خلافت ثانیہ میں بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی تھی۔ پرائمری تعلیم کے بعد انہوں نے آگے پڑھائی نہیں کی اور اپنے آبائی پیشہ زمیندارہ سے منسلک ہو گئے۔ پھر دس سال پہلے یہ باہر بھی کچھ عرصہ رہے۔ ملائیشیا وغیرہ میں ملازمت کرتے رہے پھر پاکستان آ گئے اور لاہور میں ملازمت کے سلسلہ میں قیام پذیر رہے۔ دس سال پہلے یہ ربوہ شفٹ ہوئے۔ آج کل فارغ تھے۔ کوئی کام نہیں کر رہے تھے۔ دل کے مریض بھی تھے۔ زیادہ وقت محلہ کی سطح پر جماعتی خدمات میں گزارتے تھے۔ اس وقت بھی مجلس انصار اللہ میں بطور منتظم ایثار اور محصل شعبہ مال خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ محلے میں ہر کسی کی مدد بالخصوص یتامیٰ اور غریبوں کی مدد کیلئے ہر دم تیار رہتے۔ مسجد کی صفائی کا بھی خاص خیال رکھتے۔ نہایت دیانت دار، محنتی، ملنسار اور دلیر انسان تھے۔ ان کی ٹانگ میں چوٹ لگنے کی وجہ سے فریکچر ہو گیا تھا اس کی وجہ سے چلنے میں بھی دقت تھی لیکن اسکے باوجود بھی رات کے وقت جماعتی طور پر اگر ڈیوٹی اور پہرے کیلئے بلایا جاتا تو حاضر ہو جاتے۔ خطبہ سننے کا باقاعدہ انتظام تھا۔ نمازوں کی ادائیگی کا بالخصوص اہتمام کرتے اور اپنے محلے میں جائزہ بھی لیتے۔ خلافت سے ان کا والہانہ عشق تھا۔ نماز فجر کے بعد ایک گھنٹہ موبائل فون پر تلاوت سماعت کرنا ان کا روزانہ کا معمول تھا اور تقریباً روزانہ دعا کیلئے بہشتی مقبرے بھی جاتے تھے۔ اور صدر محلہ کہتے ہیں کہ جب بھی جماعتی کام کیلئے ضرورت پڑی شہید مرحوم فوراً حاضر ہوتے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ انہوں نے انکار کیا ہو۔

مرحوم کی بیٹی مبارکہ صاحبہ کہتی ہیں کہ شہادت سے چند دن قبل انہوں نے خواب میں دیکھا کہ لوگوں کا ہجوم ہے اور صدمہ کا ماحول ہے جس پر صدقہ بھی دیا گیا۔ شہید مرحوم گذشتہ کچھ عرصہ سے خود بھی بار بار اظہار کرتے تھے کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ میرا وقت کم رہ گیا ہے۔

ان کی اہلیہ متین اختر صاحبہ کے علاوہ تین بیٹیاں ہیں جو ان کی یادگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

ان کے بھائی تنویر اختر صاحب کہتے ہیں کہ ظاہری تعلیم اور جماعت کے متعلق اگرچہ علم اتنا نہیں تھا لیکن بچپن سے ہی جماعت کیلئے بے حد غیرت تھی اور خلافت سے بے انتہا پیار تھا۔ ایک سادہ دل اور بے نفس انسان تھا اور دوسروں کو خوش دیکھ کر خوشی پاتا تھا۔ لاہور سے عیدوں کے موقع پر گھر آتے تو بہت سا کھانے پینے کا سامان لے کر آتے اور ہمیشہ بہت اچھے نئے کپڑے اپنے لیے سلائی کروا کے لاتے اور کہتے ہیں کہ صرف عید کے روز پہنتے اور پھر وہ سوٹ کیونکہ میں واقف زندگی تھا تو مجھے دے دیا کرتے تھے اور میرا پرانا سوٹ لے لیتے تھے۔ ان کے بھتیجے کہتے ہیں کہ فون ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے کہ جماعت میں سے کسی کو مدد کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اگر فون پاس نہ ہوا تو رابطہ کس طرح ہوگا۔ رات کے اوقات میں بھی فون بجتا تو فوراً اُٹھ کر جماعتی خدمت کیلئے تیار ہو جاتے۔ ربوہ کے کونے کونے میں بھی مدد کیلئے جانا پڑتا تو جاتے۔ خون کے عطیات کیلئے ہمیشہ تیار رہتے اور اس طرح بے شمار لوگوں کی جانیں بچانے کا سبب بنے۔ دل کی بیماری کی آپ نے کبھی پروا نہیں کی۔ آپ کے نزدیک ضرورتمندوں کی امداد کرنا اخلاقی فرض تھا جس کی اہمیت آپ کی بیماری سے زیادہ آپ کو تھی۔

اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور پسماندگان کا بھی حامی و ناصر ہو۔ ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی ان کی اولاد کو بھی توفیق دے۔

نماز کے بعد میں انشاء اللہ ان کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ (سورۃ البقرۃ:22)

ترجمہ: اے لوگو! تم عبادت کرو اپنے ربّ کی جس نے تمہیں پیدا کیا

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

جمعِ قرآن

جمعِ قرآن کے متعلق اصل بحث تو کتاب کے حِصّہ دوم میں آئے گی مگر اس جگہ ایک مختصر نوٹ میں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قرآن شریف جو ہم مسلمانوں کی مذہبی کتاب ہے اور جسے ہم اللہ کا کلام سمجھتے ہیں جو اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا ایکلخت نازل نہیں ہوا، بلکہ آہستہ آہستہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نازل ہوا تھا اور اس تدریجی نزول میں کئی حکمتیں ہیں جن کے بیان کی اس جگہ ضرورت نہیں۔ جو سورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہیں وہ مکّی سُورتیں کہلاتی ہیں اور بعد کی مدنی۔ قرآن شریف کا جو جو حصہ نازل ہوتا جاتا تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو سُنا دیتے تھے اور بعض کو یاد کروا دیتے تھے اور اسکے مختلف نسخے لکھوا بھی دیتے تھے۔ جس کیلئے آپؐ نے اپنے خواندہ صحابیوں میں سے متعدد کاتبِ وحی مقرر کیے ہوئے تھے، چنانچہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ جب زمانہ جاہلیت میں حضرت عمرؓ غصّہ کی حالت میں اپنی بہن کے گھر میں داخل ہوئے تو اس وقت ان کے پاس لکھا ہوا قرآن شریف موجود تھا جس پر سے خباب بن الارت تلاوت کر کے حضرت عمرؓ کی بہن اور بہنوئی کو سنا رہے تھے۔

قرآنی سورتیں قرآن شریف میں اسی ترتیب سے نہیں رکھی گئیں جس ترتیب سے ان کا نزول ہوا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود الٰہی حکم کے ماتحت اُن کی ایک خاص ترتیب مقرر فرما دی۔ چنانچہ ہر سورۃ کے ختم ہونے پر آپؐ ہدایت فرماتے تھے کہ اسے فلاں موقع پر رکھو۔ اسی طرح ہر آیت کے نزول پر بھی خود فرماتے تھے کہ اسے فلاں سورۃ میں فلاں جگہ ڈالو۔ جو ترتیب قرآنی آیات اور سورتوں کی آپؐ نے خدائی تفہیم کے ماتحت مقرر فرمائی وہی اب تک موجود ہے اور غور و تدبر کرنے والوں پر اس ترتیب کی خوبی مخفی نہیں رہ سکتی۔

مکی سورتیں

چونکہ مکہ میں نزولِ شریعت کی ابتداء تھی اس لیے زیادہ تر عقائد کی اصولی باتوں پر ہی اکتفاء کی گئی ہے۔ ویسے بھی چونکہ مکّہ میں صرف مشرکین اور بُت پرست بستے تھے اس لیے مکّی آیات میں زیادہ تر شرک اور بُت پرستی ہی کی تردید کی گئی ہے اور ہستی باری تعالیٰ اور توحید کے دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ اسکے بعد سلسلۂ رسالت کی حقانیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ثبوت اور اس پر کفار کے اعتراضوں کے جوابات اور گذشتہ انبیاء کے حالات مذکور ہیں۔ پھر ملائکہ کے وجود، قیامت، جزا سزا، جنت و دوزخ، تقدیر وغیرہ کے مسائل پر دلچسپ بحثیں ہیں۔ اس کے علاوہ جاہلانہ رسُوم اور بدعات سے روکا گیا ہے اور نیک عادات و اخلاقِ حسنہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور پھر اس سے اعلیٰ مقام یعنی عرفانِ الٰہی کی راہوں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے طریقوں کی طرف راہنمائی کی گئی ہے۔

عبادات میں مکی سورتیں سوائے نماز کے حکم کے باقی سب احکام سے خالی ہیں، چنانچہ حج، روزہ، زکوٰۃ کا کہیں ذکر نہیں آتا، کیونکہ یہ سب مدینہ میں فرض ہوئے تھے۔ جہاد بالسیف کا ذکر بھی مکی آیات نہیں ملتا، کیونکہ مکّہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عفو کا حکم تھا اور کفار پر اتمام حجت کیا جا رہا تھا۔ پھر جب اتمامِ حجت ہو چکا اور کفّار اپنے مظالم سے باز نہ آئے بلکہ دن بدن ترقی کرتے گئے، حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کو اپنے وطن سے بے وطن ہونا پڑا اور پھر ہجرت کے بعد بھی قریش نے مسلمانوں کا پیچھا نہ چھوڑا تب جا کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاد بالسیف کی اجازت نازل ہوئی۔

اِسی طرح چونکہ مکّہ میں اسلامی سوسائٹی کی بالکل ابتدائی حالت تھی بلکہ حق تو یہ ہے کہ مکہ میں کوئی اسلامی سوسائٹی تھی ہی نہیں کیونکہ قریش کے بیدردانہ مظالم نے سب کو منتشر کر رکھا تھا اس لیے مکی سورتوں میں تمدنی احکام بھی نظر نہیں آتے۔ اسی طرح سیاسی احکام بھی مکی سُورتوں میں مفقود ہیں۔ گویا فقہی مسائل سے مکی سورتیں قریباً قریباً خالی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مکی سورتیں عام طور پر بہت چھوٹی ہیں اور ان کی زبان بھی زیادہ زور دار، جوش والی اور موزوں ہے بمقابلہ مدنی سورتوں کے جن میں احکام کی کثرت اور فقہی مسائل کی پیچیدگیوں کی وجہ سے طرزِ بیان میں مناسب تبدیلی آ گئی ہے اور یہ تبدیلی نہایت موزوں اور برمحل ہے کیونکہ بلاغت اسی میں ہے کہ طرزِ کلام واقعات کے مناسبِ حال ہو۔

ارتقاءِ نبوی

مسئلہ ارتقاء یعنی درجہ بدرجہ ترقی کرنا ایک مسلم مسئلہ ہے اور گو اسکی وہ صورت جو اہلِ مغرب پیش کرتے ہیں درست نہ ہو مگر جہاں تک اصول کا تعلق ہے اس میں شبہ نہیں کہ دن بدن اس کی حقانیت پر زیادہ سے زیادہ روشنی پڑتی جا رہی ہے۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے خود اس مسئلہ کو قرآن شریف میں متعدد موقعوں پر بیان کیا ہے اور اس کی طرف توجہ دلائی ہے اور انسانی پیدائش کے بیان میں تو خلقِ آدم کے ارتقائی مراحل بھی صراحت کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ دراصل اللہ تعالیٰ کے تمام کاموں میں تدریجی ترقی کا اصول نمایاں طور پر کام کرتا نظر آتا ہے اور اگر غور کیا جائے تو یہی اصول انبیاء علیہم السلام کے حالاتِ زندگی میں پایا جاتا ہے۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ انبیاء کا وجود کسی فوری انقلاب کا نتیجہ ہوتا ہے وہ بالکل غلط سمجھا ہے اور اس نے نبوت کی حقیقت پر بالکل غور نہیں کیا۔ کیونکہ جس طرح صحیفہ قدرت پر ہر اک چیز تدریجاً بنتی ہے اسی طرح انبیاء بھی اپنی نبوت میں تدریجاً نشوونما پاتے ہیں اور قطعاً کسی فوری انقلاب کا نتیجہ نہیں ہوتے بلکہ آہستہ آہستہ کئی درمیانی حالتوں میں سے گذرنے کے بعد اُس آخری مقام کو حاصل کرتے ہیں جس پر ان کے مراتب سلوک ختم ہوتے ہیں۔ تمام انبیاء جس طرح جسمانی لحاظ سے مراحلِ خلق میں سے گذرتے ہوئے پیدا ہوئے پھر اُنہوں نے اپنے بچپن کے دن گذارے پھر وہ نوجوان ہوئے اور پھر اپنی پختگی کو پہنچے، اسی طرح رُوحانی لحاظ سے بھی وہ پہلے پیدا ہوتے ہیں اور پھر درجہ بدرجہ آہستہ آہستہ اپنی پختگی کو پہنچتے ہیں اور پھر مقامِ نبوت میں بھی وہ ایک جگہ نہیں ٹھہرتے بلکہ دن بدن شاہراہ ترقی پر آگے قدم بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ یہ تدریجی نشوونما قانونِ فطرت کے عین مطابق ہے اور فوری انقلاب کے بداثرات سے محفوظ رکھتا ہے نیز اَور بھی کئی طرح سے مفید بلکہ ضروری ہوتا ہے مگر اس جگہ اس مسئلہ کی تفصیلات کی گنجائش نہیں اس جگہ ہمیں مختصر طور پر صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالاتِ زندگی میں یہ تدریجی نشوونما کس طریق پر کام کرتا نظر آتا ہے۔ سو اختصار کی غرض سے ہم آپؐ کی ابتدائی زندگی سے قطع نظر کر کے صرف دعویٰ اور اسکے مقدمات سے آپؐ کی زندگی کا مطالعہ شروع کرتے ہیں۔

سب سے اوّل ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاشِ حق میں ترکِ دنیا کا طریق اختیار کیا اور خلوت میں رہنا شروع کیا۔ اس پر ایک عرصہ گذرا تو آپؐ پر رؤیا صادقہ کا دروازہ کھولا گیا اور آپ کو سچے خواب آنے شروع ہوئے جو اپنے وقت پر پورے ہو ہو کر آپؐ کی پختگی کا موجب ہوتے رہے اور یہ سلسلہ کئی ماہ تک جاری رہا۔ جب آپؐ اس کوچے سے ایک حد تک آشنا ہو گئے اور طبیعت نبوت کے مناسب حال پختگی کو پہنچ گئی تو غارِ حرا میں آپؐ کے پاس الٰہی فرشتہ آیا اور اس نے اللہ کی طرف سے آپ کے ساتھ کلام کیا اور رؤیا صادقہ سے اوپر کا مقام آپؐ پر کھولا گیا، لیکن باوجود اس کے کہ آپؐ اس کوچہ سے آشنا ہو چکے تھے آپؐ کی طبیعت اس تبدیلی کو پہلی دفعہ پوری طرح برداشت نہیں کر سکی اور آپؐ سخت خوفزدہ ہو گئے اور یہ خوف و اضطراب آپؐ کو ایک عرصہ تک تکلیف دیتا رہا۔ حتی کہ اس ربّانی رسول کے بار بار آپؐ کے پاس آنے اور آپؐ کو تسلی دینے کے بعد آپؐ کو پورا پورا سکون حاصل ہوا۔

اس اطمینان کے بعد آپؐ نے اپنا کام شروع فرمایا۔ مگر اس میں بھی تدریجی ترقی کا پہلو موجود تھا۔ پہلے پہل آپؐ نے عام تبلیغ شروع نہیں کی بلکہ صرف اپنے دوستوں اور عزیزوں تک تبلیغ کا کام محدود رکھا اور اڑھائی تین سال تک صرف خفیہ طور پر فرض تبلیغ ادا فرماتے رہے اس کے بعد آپؐ نے الٰہی حکم کے تحت کھلی تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ مگر اس زمانہ میں بھی آپؐ کے کام کا دائرہ عموماً مکہ والوں تک محدود رہا۔ بے شک باہر سے آنے والوں کیلئے بھی پیغامِ حق کا دروازہ کھلا تھا اور مسیح ناصری کی طرح متلاشیانِ حق سے یہ نہیں کہا جاتا تھا کہ ”میں بچوں کا کھانا کتوں کے آگے کیونکر ڈال دُوں۔“ مگر اوائل میں آپؐ کا اصل روئے سخن قریش مکہ کی طرف تھا اور وہی اصل زیر تبلیغ تھے اور یہ سلسلہ کئی سال تک جاری رہا۔ لیکن جب مکہ والوں نے نہ صرف انکار پر اصرار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے متبعین کو سخت سے سخت مظالم کا تختۂ مشق بنایا بلکہ اس بات کا بھی عہد کر لیا کہ مسلمانوں کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہ رکھا جائے اور عملاً اپنے اوپر تبلیغ اسلام کا دروازہ بند کر لیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی توجہ مکہ والوں سے ہٹا کر دیگر قبائلِ عرب کی طرف پھیر لی۔ طائف کا سفر اسی تبدیلی کا نتیجہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں قریش مکہ میں سے ایمان لانے والوں کی تعداد بہت ہی کم نظر آتی ہے اور ان کی جگہ دیگر قبائل عرب میں اسلام زیادہ پھیلتا نظر آتا ہے۔ یثرب کے قبائل اوس اور خزرج اس کی ایک نمایاں مثال ہیں۔ ہجرت کے بعد یہود اور نصاریٰ کے ساتھ معاملہ پڑا اور زینہ تبلیغ کی آخری سیڑھی اس وقت ختم ہوئی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلاطین عجم کے نام تبلیغی مراسلات بھیجے اور اسود و احمر کو پیغام شروع ہوا۔

اپنے مقام کے متعلق بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تدریجاً انکشاف ہوا چنانچہ شروع شروع میں تو آپؐ کی وحی میں آپؐ کے متعلق نبی اور رسول کا لفظ بھی استعمال نہیں ہوا۔ صرف ایک عمومی رنگ میں تبلیغ حق کا حکم تھا اور جب نبوت اور رسالت کے مقام کا اظہار ہوا تو اس کے بعد بھی آپؐ ایک عرصہ تک اپنے آپ کو صرف یکے از انبیاء خیال فرماتے رہے اور بس۔ اپنی فضیلت اور ختم نبوت کے متعلق قطعاً کوئی دعویٰ نہ تھا بلکہ ہجرت کے بعد تک یہ حال تھا کہ اگر کوئی صحابی اپنے جوشِ عقیدت میں آپؐ کو دیگر انبیاء پر افضل قرار دیتا تھا تو آپؐ اسے سختی کے ساتھ روک دیتے تھے، چنانچہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ مدینہ میں ایک دفعہ ایک صحابی نے ایک یہودی کے سامنے حضرت موسیٰؑ پر آپؐ کی فضیلت بیان کی تو آپؐ اس صحابی پر بہت ناراض ہوئے اور حضرت موسیٰؑ کی ایک فضیلت بیان کر کے اس یہودی کی دلداری فرمائی۔ لیکن پھر ایک وقت آیا کہ آپؐ نے خود فرمایا کہ لَوْ كَانَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى حَيَّيْنِ لَمَا وَسِعَهُمَا اِلَّا اتِّبَاعِيْ ”یعنی اگر اس وقت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے تو اُن کو بھی بجز میری پیروی کے چارہ نہ تھا۔“

پھر اوائل میں جب کسی صحابی نے آپؐ کو خیر البریّہ یعنی افضل الخلق کہہ کر پکارا تو آپؐ نے اُسے روکا اور فرمایا ”ذَالِكَ اِبْرَاهِيْمُ“ یعنی افضل الخلق تو ابراہیمؑ تھے۔ نیز فرمایا مجھے یونس بن متیٰؑ پر فضیلت مت دو۔“ لیکن پھر خود فرمایا کہ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ یعنی مَیں تمام بنی آدم کا سردار ہوں۔ مگر اس وجہ سے مَیں اپنے اندر کوئی تکبّر نہیں پاتا۔ یہ گویا ارتقاءِ علمی تھا کیونکہ آپؐ افضل الرسل اور سیّد ولد آدم تو اوائل سے ہی تھے مگر اس کا انکشاف آپؐ پر آہستہ آہستہ ہوا اور یہ بھی درست ہے کہ آپؐ کے مدارج میں بھی آہستہ آہستہ ترقی ہوتی گئی تھی۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ، صفحہ 249 تا 253، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

وہ آیا منتظر جس کے تھے دن رات ✡ معمہ کھل گیا روشن ہوئی بات

دکھائیں آسماں نے ساری آیات ✡ زمیں نے وقت کی دے دیں شہادات

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگولین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(757) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** شیخ عبدالحق صاحب ولد شیخ عبداللہ قانونگو ساکن وڈالہ بانگر تحصیل گورداسپور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک ایرانی بزرگ قادیان آئے تھے اور کئی ماہ تک قادیان میں رہے۔ میں ان کی آمد سے تین چار ماہ بعد پھر قادیان آیا اور ان کو مسجد مبارک میں دیکھا۔ غالباً جمعہ کا دن تھا۔ بعد نماز جمعہ اس بزرگ نے فارسی زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بیعت قبول فرمائی جاوے۔ حضور نے فرمایا پھر دیکھا جائیگا یا ابھی اور ٹھہریں۔ اس پر اس ایرانی بزرگ نے بڑی بلند آواز سے کہنا شروع کیا جس کا مفہوم یہ تھا کہ یا تو میری بیعت قبول فرمائیں یا مجھے اپنے دروازہ سے چلے جانے کی اجازت بخشیں۔ ان لفظوں کو وہ بار بار دہراتے اور بڑی بلند آواز سے کہتے تھے۔ اس وقت مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے کھڑے ہو کر سورۃ حجرات کی یہ آیت پڑھی کہ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ (الحجرات: 3) اور فرمایا کہ مومنوں کیلئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ نبی کی آواز سے اپنی آواز کو اونچی کریں۔ یہ سخت بے ادبی ہے۔ آپ کو یوں نہیں کرنا چاہئے لیکن وہ ایرانی بزرگ اپنا لہجہ بدلنے میں نہ آیا۔ آخر اسے چند آدمی سمجھا کر مسجد کے نیچے لے گئے اس کے بعد معلوم نہیں کہ وہ بزرگ یہاں رہے یا چلے گئے اور اس کی بیعت قبول ہوئی یا نہ ہوئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے یہ وہی ایرانی صاحب معلوم ہوتے ہیں جن کا ذکر روایت نمبر 754 میں ہو چکا ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو بیعت لینے میں توقف کیا تو شاید آپ نے اس ایرانی شخص میں کوئی کجی یا خامی دیکھی ہوگی اور آپ چاہتے ہونگے کہ بیعت سے پہلے نیت صاف ہو جائے اور اس ایرانی نے جو حضرت صاحب کو خواب میں دیکھا تھا تو اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ ضرور دل بھی صاف ہو چکا ہوگا کیونکہ بسا اوقات ایک انسان ایک خواب دیکھتا ہے مگر اپنی کمزوریوں کی وجہ سے اس خواب کے اثر کو قبول نہیں کرتا اور دل میں کجی رہتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(758) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** خاکسار عرض کرتا ہے کہ قادیان کے جس قبرستان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد دفن ہوتے رہے ہیں وہ مقامی عیدگاہ کے پاس ہے۔ یہ ایک وسیع قبرستان ہے جو قادیان سے مغرب کی طرف واقع ہے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جن افراد کی قبروں کا مجھے علم ہو سکا ہے ان میں سے بعض کا خاکہ درج ذیل ہے اس خاکہ میں شاہ عبداللہ صاحب غازی کی قبر بھی دکھائی گئی ہے جو ایک فقیر منش بزرگ گذرے ہیں۔ مجھے یہ اطلاع اس قبرستان کے فقیر جھنڈو شاہ سے بواسطہ شیخ نور احمد صاحب مختار عام مرحوم ملی تھی اور شاہ عبداللہ غازی کے متعلق مجھے والدہ عزیزم مرزا رشید احمد سے معلوم ہوا ہے کہ وہ مرزا گل محمد صاحب (پڑدادا حضرت صاحب) کے زمانہ میں ایک فقیر مزاج بزرگ گذرے ہیں جن کے مرنے پر مرزا گل محمد صاحب نے ان کا مزار بنوا دیا تھا۔ ہماری ہمشیرہ امۃ النصیر کی قبر بھی اسی قبرستان میں ہے۔

(760) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مائی صاحب جان صاحبہ زوجہ مرزا غلام حیدر صاحب نے دودھ پلایا تھا۔ مرزا غلام حیدر صاحب حضرت صاحب کے حقیقی چچا تھے۔ مگر جب مرزا نظام الدین صاحب اور ان کے بھائی حضرت صاحب کے مخالف ہو گئے تو مائی صاحب جان بھی مخالف ہو گئی تھیں اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ اس زمانہ میں وہ اس قدر مخالف تھیں کہ مجھے دیکھ کر وہ چھپ جایا کرتی تھیں اور سامنے نہیں آتی تھیں۔ نیز مجھ سے والدہ صاحبہ عزیزم مرزا رشید احمد نے بیان کیا کہ حضرت صاحب کو ماں کے سوا دوسرے کا دودھ پلانے کی اس لئے ضرورت پیش آئی تھی کہ آپ جوڑا پیدا ہوئے تھے اور چونکہ آپ کی والدہ صاحبہ کا دودھ دونوں بچوں کیلئے مکتفی نہیں ہوتا تھا اس لئے مائی صاحب جان نے دودھ پلانا شروع کر دیا تھا۔

(761) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** بھائی عبدالرحیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں شروع شروع میں سکھ مذہب کو ترک کر کے مسلمان ہوا، اور یہ غالباً 1893 کا واقعہ ہے، تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے حضرت مولوی نورالدین صاحب کے سپرد فرمایا تھا۔ اور مولوی صاحب کو ارشاد فرمایا تھا کہ مجھے دینی تعلیم دیں اور خیال رکھیں۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب نے مجھے پڑھانا شروع کر دیا۔ اور حضرت صاحب کے ارشاد کی وجہ سے مجھے اپنے ساتھ بٹھا کر گھر میں کھانا کھلایا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد میں نے عرض کیا کہ آپ کو میرے آنے کی وجہ سے پردہ کی تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے مجھے اجازت دیں کہ میں لنگر میں کھانا شروع کر دوں۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا نہیں ہمیں کوئی تکلیف نہیں۔ پھر جب میں نے اصرار کیا تو فرمایا تمہیں یاد نہیں؟ حضرت صاحب نے مجھے تمہارے متعلق کس طرح تاکید کی تھی۔ اب دیکھنا مجھے گناہ نہ ہو۔ میں نے کہا نہیں گناہ نہیں ہوتا۔ میں خود خوشی سے لنگر میں کھانا کھانا چاہتا ہوں۔ اس پر آپ نے مجھے اجازت دیدی۔ پھر جب کچھ عرصہ بعد میرا وقت مدرسہ میں لگ گیا اور مجھے کچھ معاوضہ ملنے لگا تو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے کھانے کا الگ انتظام کر لوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا نہیں آپ لنگر سے کھاتے رہیں اور جو آمد ہوتی ہے اسے اپنی دوسری ضروریات میں خرچ کرلیا کریں مگر میرے اصرار پر فرمایا کہ اچھا آپ کو اصرار ہے تو ایسا کر لیں۔ گو ہماری خوشی تو یہی تھی کہ آپ لنگر سے کھانا کھاتے رہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بھائی صاحب موصوف مدرسہ میں ایک لمبی ملازمت کے بعد اب پنشن پر ریٹائر ہو چکے ہیں اور کچھ عرصہ نواب محمد علی خانصاحب کے پاس بھی ملازم رہے ہیں۔ بہت نیک اور صالح بزرگ ہیں۔

(762) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** بھائی عبدالرحیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں مسلمان ہوا تو اس کے کچھ عرصہ بعد جبکہ میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاؤں دبا رہا تھا حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا تم شادی کیوں نہیں کر لیتے۔ میں نے کہا حضرت میری تو کوئی گذارہ کی صورت نہیں ہے میں شادی کیسے کروں۔ اور میں ابھی پڑھتا بھی ہوں۔ فرمایا نہیں تم شادی کر لو خدا رازق ہے۔ میں نے شرماتے ہوئے کہا کہاں کروں؟ فرمایا کہ جو مرزا افضل بیگ قصور والے کی بہن بیوہ ہوئی ہے اس سے کر لو۔ میں نے عرض کیا حضرت وہ تو بیوہ ہے۔ فرمایا تو کیا حرج ہے ابھی اس کی عمر زیادہ نہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی بیوہ عورتوں سے شادی کی ہے۔ مگر مجھے دل میں انقباض تھا۔ آخر حضرت صاحب کا اصرار دیکھ کر میں راضی ہو گیا اور خدا کے فضل سے میں نے اس شادی سے ایسا سکھ پایا کہ شاید ہی کسی نے پایا ہوگا۔

(764) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عموماً رات کو سونے سے پہلے دبوایا کرتے تھے۔ کبھی خود باہر سے خدام میں سے کسی کو بلا لیتے تھے۔ مگر اکثر حافظ معین الدین عرف مانا آیا کرتے تھے۔ میں بھی سوتے وقت کئی دفعہ دبانے بیٹھ جایا کرتا تھا۔ ایک دن فرمانے لگے۔ میاں تم نے مدّت سے نہیں دبایا۔ آؤ آج ثواب حاصل کرلو۔

(765) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ بعض اوقات گرمی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پشت پر گرمی دانے نکل آتے تھے تو سہلانے سے انکو آرام آتا تھا۔ بعض اوقات فرمایا کرتے کہ میاں ''حلون'' کرو۔ جس سے مراد یہ ہوتی تھی کہ انگلیوں کے پوٹے آہستہ آہستہ اور نرمی سے پشت پر پھیرو۔ یہ آپ کی اصطلاح تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ''حلون'' ایک پنجابی لفظ ہے جس کے معنی آہستہ آہستہ کھجلانے کے ہیں۔

(766) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو دفعہ بیعت کی۔ ایک دفعہ غالباً 1896ء میں مسجد اقصیٰ میں کی تھی۔ اس وقت میرے ساتھ ڈاکٹر بوڑے خان صاحب مرحوم نے بیعت کی تھی۔ دوسری دفعہ گھر میں جس دن حضرت ام المومنین نے ظاہری بیعت کی اسی دن میں نے بھی کی تھی۔ حضرت ام المومنین کی بیعت آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر لی تھی۔ باقی تمام مستورات کی صرف زبانی بیعت لیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر بوڑے خان صاحب مرحوم قصور کے رہنے والے تھے اور بہت مخلص تھے۔ لاہور کے مشہور ایڈووکیٹ خان بہادر مولوی غلام محی الدین صاحب انہی کے لڑکے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ باپ کے بعد وہ جماعت سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔

(767) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز اتنی بلند تھی کہ اگر کبھی مسجد مبارک کی چھت پر جوش کے ساتھ تقریر فرماتے تو آپ کی آواز باغ میں سنائی دیتی تھی۔ نیز جب آپ تصنیف فرمایا کرتے تو اکثر اوقات ساتھ ساتھ اونچی آواز میں خاص انداز سے اپنا لکھا ہوا پڑھتے بھی جاتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی کہ آپ ابتداء میں بہت آہستہ آواز سے تقریر شروع فرماتے تھے لیکن بعد میں آہستہ آہستہ آپ کی آواز بہت بلند ہو جاتی تھی۔ اور باغ سے وہ باغ مراد ہے جو قادیان سے جنوب کی طرف ہے جس کے ساتھ مقبرہ بہشتی واقع ہے اور آپ کا اپنے لکھے ہوئے کو پڑھنا گنگنانے کے رنگ میں ہوتا تھا۔

(770) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** میاں محمد طفیل صاحب ساکن دھرم سالہ نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ان سے لالہ ڈھیرو مل صاحب گھڑی ساز نے بذریعہ تحریر بیان کیا تھا کہ ''مجھے ایک واقعہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی صداقت کا یاد ہے جو کہ میرے دوست پنڈت مولا رام صاحب ہیڈکلرک ڈسٹرکٹ بورڈ دھرمسالہ نے جو کہ ہوشیارپور کا رہنے والا تھا، مجھ سے ذکر کیا تھا۔ پنڈت صاحب موصوف کا میرے ساتھ دوستانہ سلوک تھا۔ وہ ہر بات جو قابل ذکر ہوتی تھی میرے ساتھ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب 4/اپریل 1905 کو زلزلہ آیا، جس سے دھرم سالہ وکانگڑہ تباہ ہوا تھا وہ زلزلہ 6 بجکر 4 منٹ پر ہوا تھا۔ زلزلہ ہونے سے 5 منٹ پیشتر پنڈت مولا رام صاحب نے میرے ساتھ ذکر کیا تھا کہ کل شام کا مرزا صاحب موصوف کا خط آیا ہوا ہے۔ رات کو میں پڑھ نہ سکا۔ ابھی پڑھ رہا ہوں۔ مرزا صاحب کی تحریر زیادہ دلچسپ ہوتی ہے اور علمی ہوتی ہے۔ اس لئے مجھے پڑھنے کا بڑا شوق ہے اور توجہ سے پڑھا کرتا ہوں۔ اور جب کبھی کسی امر کے متعلق کوئی سوال میرے دل میں پیش ہوتا ہے تو میں مرزا صاحب کی خدمت میں لکھ دیا کرتا ہوں۔ ان کی طرف سے مجھے ایسا جواب آتا ہے کہ اسکے پڑھنے سے میرے تمام شکوک دُور ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ آج بھی میرے ایک سوال کا جواب مرزا صاحب موصوف کی طرف سے آیا ہے اور میں اس کو پڑھ رہا تھا کہ زلزلہ آ گیا۔ میں خط پڑھتے پڑھتے اپنے مکان سے باہر نکل آیا۔ اور مرزا صاحب کے خط کی بدولت میری جان بچ گئی۔ چنانچہ جس وقت میں نے پنڈت صاحب موصوف کو باہر دیکھا۔ مرزا صاحب کا خط ان کے ہاتھ میں تھا، یہ ذکر پنڈت صاحب نے مجھ سے کیا جو کہ بالکل صحیح ہے اور ساتھ ہی میں اس بات پر اعتقاد رکھتا ہوں کہ جو کلام مرزا غلام احمد صاحب کرتے تھے۔ وہ خدا سے علم پاکر کرتے تھے اور آپ واقعی خدا رسیدہ انسان تھے۔ لہذا یہ سچے کلمات محمد طفیل و محمد حسین ٹیلر ماسٹر جن کا تعلق جماعت احمدیہ قادیان سے ہے، ان کی خواہش پر قلمبند کرتا ہوں......

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ وہی واقعہ ہے جس کا ذکر سیرۃ المہدی حصہ دوم کی روایت نمبر 335 میں ماسٹر نذیر خان صاحب کی زبانی ہو چکا ہے۔ یعنی یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے پنڈت مولا رام صاحب کو اپریل 1905ء میں ایک خط لکھا تھا جس میں یہ تحریر فرمایا تھا کہ خدا کا عذاب بالکل سر پر ہے اور گھنٹوں اور منٹوں اور سیکنڈوں میں آنے والا ہے اور لطف یہ ہے کہ پنڈت صاحب اس خط کو پڑھ ہی رہے تھے یا پڑھ کر فارغ ہوئے تھے کہ 4/اپریل 1905ء والا زلزلہ آ گیا جس نے ضلع کانگڑہ میں خطرناک تباہی مچائی اور ہزاروں انسان ہلاک ہو گئے اور لاکھوں کروڑوں روپے کی جائیداد خاک میں مل گئی۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، حصہ سوم، مطبوعہ قادیان 2008)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مبارک وہ جو اب ایمان لایا ۞ صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی ۞ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، جنگل باغبانہ، قادیان

جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کو ملک کے دُور دراز علاقوں میں بھی حقیقی اسلام کی تعلیمات کے پرچار کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے

جماعت کے تعارف پر مبنی جو کتاب آپ نے تیار کی ہے وہ ہر ایک ممبر آف پارلیمنٹ کو پہنچنی چاہئے

احمدی مسلمانوں کو نوکری تلاش کرنے کے حوالہ سے مدد فراہم کرنی چاہئے

ہر عاملہ ممبر کو کہیں دو دو ہفتے وقف عارضی کرو، ایک ہزار لوگ تلاش کریں جو دو ہفتے کیلئے وقف عارضی کریں

نیشنل مجلس عاملہ بنگلہ دیش کی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ آن لائن ملاقات اور حضور انور کی ممبران عاملہ کو ہدایات

نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ 9؍جنوری 2021ء کو ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضور انور اس ملاقات کیلئے اپنے دفتر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں رونق افروز ہوئے جبکہ اراکین نیشنل عاملہ نے دار التبلیغ مسجد ڈھاکہ (ہیڈ کوارٹرز جماعت احمدیہ بنگلہ دیش) سے آن لائن شرکت کی۔

65 منٹ پر مشتمل اس ملاقات میں جملہ حاضرین کو حضور انور سے بات کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور اپنے اپنے شعبہ جات کی رپورٹس پیش کرکے نیز متعدد سوالات کے جوابات کے ذریعہ حضور انور سے راہنمائی حاصل کرنے کا موقع ملا۔

نیشنل سیکرٹری صاحب تعلیم نے عرض کیا کہ جماعت احمدیہ کے زیر انتظام دو اسکول بنگلہ دیش کے دیہاتی علاقوں میں چل رہے ہیں، جو ان علاقوں کے بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے میں بھرپور طور پر معین و مددگار ثابت ہو رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دور دراز علاقوں میں مذہبی تفریق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کی جانے والی ان کاوشوں کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ حضور انور نے مزید فرمایا کہ جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کو ملک کے دور دراز علاقوں میں بھی حقیقی اسلام کی تعلیمات کے پرچار کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔

نیشنل سیکرٹری امور خارجہ نے سیاست دانوں اور سول سوسائٹی کے افراد سے رابطہ کے حوالہ سے اپنی مساعی کا ذکر کیا۔

حضور انور نے اس حوالہ سے دریافت فرمایا کہ (شعبہ) خارجہ کے کتنے ممبر آف پارلیمنٹ سے تعلقات ہیں، ہر ممبر آف پارلیمنٹ سے آپ کا رابطہ ہے؟ آپ کے ممبران پارلیمنٹ کی کل تعداد کیا ہے؟ (اس پر سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ 345 ممبر آف پارلیمنٹ ہیں) اس پر حضور نے فرمایا کہ ایسے ممبرز آف پارلیمنٹ سے بھی رابطہ کرنے کی کوشش کریں جو دیہاتی علاقوں اور دور دراز علاقوں میں رہتے ہیں، وہ زیادہ بہتر طور پر آپ کی بات سنیں گے اور سمجھیں گے۔ صرف ڈھاکہ کے (ممبرز آف پارلیمنٹ) سے ہی رابطہ کافی نہیں ہے۔ (سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ ہم نے جماعت کے تعارف پر مبنی ایک کتاب تیار کی ہے، اس پر حضور انور نے فرمایا) ہر ایک ممبر آف پارلیمنٹ کو یہ تعارفی کتاب پہنچنی چاہئے، امن اور اسلامی تعلیمات اور جماعت احمدیہ کی خدمات پر مبنی چھوٹے چھوٹے بروشرز بھی ان کو دینے چاہئیں۔

دوران ملاقات حضور انور نے فرمایا کہ احمدی مسلمانوں کو نوکری تلاش کرنے کے حوالہ سے مدد فراہم کرنی چاہیے۔ نیشنل سیکرٹری امور عامہ کو مخاطب ہو کر حضور انور نے فرمایا کہ بنگلہ دیش میں تو کافی ایجنسیز ایسی ہیں جن کے ساتھ ان کا contact اگر صحیح ہو تو وہ احمدیوں کو روزگار دلوانے میں helpful ہو سکتی ہیں۔ تو ان احمدیوں کو روزگار دلانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

پھر سیکرٹری صاحب صنعت و تجارت سے مخاطب ہو کر حضور انور نے استفسار فرمایا کہ بطور سیکرٹری صنعت و تجارت احباب جماعت کو آپ کیا مدد بہم پہنچاتے ہیں۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ حضور! لوگوں کو بزنس سے زیادہ نوکری کرنا پسند ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ایسے احباب جماعت جو دیہات میں اور دور دراز علاقوں میں رہتے ہیں ان پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ انہیں نوکری ملے یا بہتر مواقع میسر آئیں یا کچھ مدد مل جائے تاکہ وہ انڈسٹری کے مفید وجود بن سکیں۔ اس طرح احبابِ جماعت کیلئے اچھا کام کر سکیں گے۔

بعد ازاں سیکرٹری تعلیم القرآن سے مخاطب ہو کر حضورِ انور نے فرمایا کہ مجھے یہ بتائیں کہ عاملہ ممبران میں سے کتنے لوگ ہیں جو وقفِ عارضی کرتے ہیں۔ ہر عاملہ ممبر کو کہیں دو دو ہفتے وقف عارضی کرواور ان کو تعلیم القرآن سے کروایا کریں اور آپ کا اس سال کا وقف عارضی کا کتنا ٹارگٹ ہے۔ (سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ اس سال میں کم سے کم دس جماعتوں میں وقفِ عارضی کیلئے بھیج دوں گا) اس پر حضور انور نے فرمایا کہ نہیں۔ ایک ہزار، اس سال ایک ہزار وقفِ عارضی چاہیے۔ ایک ہزار لوگ تلاش کریں جو دو ہفتے کیلئے وقف عارضی کریں۔ ٹارگٹ آپ کا یہ ہے کہ جنوری کا مہینہ جا رہا ہے بقایا چھ مہینے رہ گئے اِن چھ مہینوں میں ایک ہزار لوگوں کو دو ہفتے کیلئے وقف عارضی کرنا چاہیے۔

دورانِ ملاقات حضور انور نے کئی اَور اہم پہلوؤں کی طرف بھی توجہ دلائی جن میں احباب جماعت کی اخلاقی اور روحانی ترقی کی طرف نیز جماعت احمدیہ یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ کی طرف بھرپور توجہ دینے کی ضرورت پر زور دیا۔ فرمایا کہ اس وقت جو جماعتی زمین جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے زیر استعمال نہیں ہے، وہاں کھیتی باڑی کرنی چاہیے اور پودے لگانے چاہئیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 6؍اکتوبر 2021)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ اوّل

حرام کہا ہے انہی کو ہم حرام کہہ سکتے ہیں۔ باقی جو درمیانی چیزیں ہیں انکے متعلق حکم حلال اور حرام کے تابع ہوگا۔ دلالۃ النص کے طور پر نہ ہوگا۔ سورۃ مائدہ میں بھی اشارۃً اسی صداقت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ وہاں فرمایا ہے اُحِلَّتۡ لَکُمۡ بَہِیۡمَۃُ الۡاَنۡعَامِ اِلَّا مَا یُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ چوپایوں میں سے تم پر انعام کی قسم کے بہائم حلال ہیں سوائے ان کے جنکا ذکر حراموں میں کیا گیا ہے۔

انعام کی کئی قسمیں ہیں۔ اونٹ، بکری، مینڈھا، دنبہ، گائے یہ حلال ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ حُرِّمَتۡ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃُ وَالدَّمُ وَلَحۡمُ الۡخِنۡزِیۡرِ وَمَاۤ اُہِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰہِ بِہٖ یعنی ان حلال چیزوں کے مقابل پر کچھ حرام بھی ہیں۔ اوّل مردہ خواہ حلال جانور کا ہو، دوسرے خون خواہ حلال جانور کا ہو، تیسرے خنزیر کا گوشت، چوتھے جس پر خدا تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا نام بلند کیا گیا ہو خواہ وہ جانور حلال ہی کیوں نہ ہوں۔ پھر مردہ اور خون کی مزید تشریح کی گئی اور فرمایا ہے کہ نَطِیۡحَۃ۔ مَوۡقُوۡذَۃ وغیرہ حرام ہیں۔ یہ نئی حرمت نہیں بلکہ مَیۡتَۃ اور دَم کی تشریح ہے۔ یہ سب کچھ بیان کرکے پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے یَسۡـَٔلُوۡنَکَ مَاذَاۤ اُحِلَّ لَہُمۡ کہ مسلمان پوچھتے ہیں کہ انکے لئے کیا کیا چیزیں حلال کی گئی ہیں؟ اب اگر اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ان کے سوا باقی سب چیزیں کھانی جائز ہیں تو جب قرآن کریم نے ان چار چیزوں کو اس سوال سے پہلے بیان کر دیا تھا یہ سوال دوبارہ کیوں کیا جاتا؟

حرام اور حلال چیزوں کے بیان کرنے کے بعد پھر اس سوال کو بیان کرنا اور اسکا جواب دینا بتاتا ہے کہ پہلی حلال چیزوں کی تشریح میں کچھ اغلاق ابھی باقی تھا جس کے متعلق صحابہ نے سوال کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی انکے سوال کا یہ جواب نہیں دیا کہ ابھی تو ہم بتا چکے ہیں پھر کیوں پوچھتے ہو بلکہ سوال کی ضرورت تسلیم کرکے اسکا جواب دیا ہے اور وہ جواب یہ دیا ہے کہ قُلۡ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ کہ باقی اشیاء میں سے جو طیّبات ہیں وہ حلال ہیں اور جو طیبات نہیں وہ حلال نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب حلال چیزیں طیّب نہیں ہیں۔ جو طیّب ہیں صرف انکا کھانا جائز ہے باقی کا کھانا جائز نہیں۔ لیکن انکا نام حرام نہیں رکھ سکتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی قسم کا مضمون بیان فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اِنَّ الۡحَلَالَ بَیِّنٌ وَ الۡحَرَامَ بَیِّنٌ وَ بَیۡنَہُمَا اُمُوۡرٌ مُشۡتَبِہَاتٌ لَا یَعۡلَمُہَا کَثِیۡرٌ مِنَ النَّاسِ (بخاری جلد 2 کتاب البیوع۔ باب الحلال بیّن والحرام بیّن)

یعنی حلال بھی بیان ہو چکے ہیں اور حرام بھی۔ پھر ان دونوں کے درمیان مشتبہ امور ہوتے ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ پس اسکے بارہ میں قیاس اور علم طب اور تجربہ وغیرہ سے کام لیکر فیصلہ کیا جائے گا۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 260، مطبوعہ قادیان 2010ء)

شادی بیاہ پر فضول خرچیاں ہوتی ہیں
اگر یہی رقم بچائی جائے تو بعض غریبوں کی شادیاں ہوسکتی ہیں

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’پہلا مطالبہ سادہ زندگی کا ہے۔ آج جب مادیت کی دوڑ پہلے سے بہت زیادہ ہے اس طرف احمدیوں کو بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ سادگی اختیار کرکے ہی دین کی ضروریات کی خاطر قربانی دی جاسکتی ہے......شادیوں، بیاہوں پر فضول خرچیاں ہوتی ہیں اگر یہی رقم بچائی جائے تو بعض غریبوں کی شادیاں ہوسکتی ہیں۔ مساجد کی تعمیر میں دیا جاسکتا ہے اَور کاموں میں دیا جاسکتا ہے، مختلف تحریکات میں دیا جاسکتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3؍نومبر 2006ء)

(شعبہ رشتہ ناطہ، نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات برس کے ہوں

اور جب وہ دس برس کے ہوں (اور نماز نہ پڑھیں) تو ان کو سزا دو اور ان کے بستر الگ رکھو۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بہترین آدمی وہ ہے جو بہترین طریق پر قرض ادا کرتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب المساقات)

طالبِ دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان

اصلاح اعمال کے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات اور لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داریاں

(شاہین اختر، نائب صدر دوئم، لجنہ اماء اللہ بھارت)

آج خاکسار کو اس مبارک مجلس میں ’’اصلاح اعمال‘‘ کے متعلق حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات کے حوالے سے لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داریاں بیان کرنے کا حکم ہوا ہے۔ وباللہ التوفیق

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَھُوَمُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ۚ وَلَنَجۡزِیَنَّھُمۡ اَجۡرَھُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ (سورۃ النحل آیت 98) ترجمہ: جو کوئی مومن ہونے کی حالت میں نیک اور مناسب حال عمل کرے گا مرد ہو کہ عورت ہم اس کو یقیناً ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم اُن (تمام لوگوں) کو ان کے بہترین عمل کے مطابق (ان کے تمام اعمال صالحہ کا) بدلہ دیں گے۔

سامعات! اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت چلی آرہی ہے کہ جس طرح وہ آسمانی بارش کے ذریعہ انسان کیلئے ظاہری رزق کا سامان کرتا ہے طرح طرح کے میوے، اناج، سبزیاں غرض انسان کی جسمانی نشوونما اور ترقی کیلئے سامان کرتا ہے اُسی طرح وہ روحانی ترقی اور نشوونما کیلئے بھی آسمانی ہدایت کا سامان کرتا چلا آرہا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اس لئے مبعوث کئے جاتے ہیں کہ انسان کو ان کے مقصد پیدائش کے حصول کے ذرائع سمجھا دیئے جائیں اور انسان اور اس کے خالق کے تعلقات میں جو کمزوریاں واقع ہوتی ہیں اس کو دور کر کے بندے کا اپنے ربّ کے ساتھ ایک پاکیزہ رشتہ استوار کیا جائے اور ہر قسم کی طاغوتی طاقتوں سے ان کو نجات دلائی جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ (سورۃ النحل آیت 37) یعنی ہر قوم کی طرف ہم نے اس پیغام کے ساتھ نبی بھیجا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور تمام طاغوتی قوتوں کو چھوڑ دو۔

چنانچہ اس زمانہ میں اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ قائم کرنے کیلئے آنحضرت ﷺ کی شانِ ارفع کو مزید اکنافِ عالم میں بلند کرنے کیلئے اور قرآن مجید کی عظمت دنیا میں قائم کرنے کیلئے، تمام دنیا میں تمام ادیان پر دین اسلام کو غالب کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپ کی بعثت کی غرض بیان کرتے ہوئے حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’یحی الدّین ویقیم الشریعتۃ‘‘ دین اسلام کو زندہ کرنے اور شریعت کو قائم کرنے کیلئے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو مامور فرمایا ہے۔ چنانچہ ان دو بنیادی مقاصد کے حصول کیلئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حکم سے جماعت کی بنیاد ڈالی اور آپ کے وصال کے بعد خلافت علی منہاج نبوت کا قیام عمل میں آیا اور آج 204 ممالک میں آباد احمدی مخلصین خلیفہ وقت کی مؤید من اللہ قیادت میں دینی دنیاوی ترقیات سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ اسکے بالمقابل کروڑوں کی تعداد میں مختلف ممالک میں آباد مسلمان اس آسمانی قیادت سے محرومی کے نتیجہ میں بدنظمی و انتشار کا شکار ہیں۔ ان کا کوئی پُرسانِ حال نہیں وہ دن بدن قعر مذلت میں گرتے چلے جارہے ہیں۔

معزز سامعات! اصلاح اعمال کے متعلق حضور انور نے اپنے 9 خطبات میں جو زریں ہدایات بیان فرمائی ہیں اس سے لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں کیونکہ یہ مضمون اس قدر وسیع اور اہمیت کا حامل ہے کہ اس کا اندازہ صرف اس بات سے ہی بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فتح اسلام کی جو اولین بنیاد قرار دی ہے وہ یہی اعمال صالحہ ہی تو ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ مومنین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ ۙ﴿۲﴾ وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۳﴾ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ﴿۴﴾ (سورۃ النصر) یعنی اسلام کی عظیم الشان عالمگیر فتوحات کا ذریعہ خدا تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید اور اُسی سے بخشش طلب کرنے میں ہے اور یہ امر تبھی ممکن ہے جب انسان بکلی اپنے اعمال کی اصلاح کرلے اور صرف اور صرف خدا تعالیٰ کا ہو جائے اور اُس کی مخلوق کے تمام حقوق ادا کرنے والا بن جائے۔

آنحضرت ﷺ اپنی آخری سانسوں کے وقت بھی اپنی قوم سے یہی دریافت کر رہے تھے کہ اے میری قوم! ہَلۡ بَلَّغۡتُ جس کام کیلئے خدا تعالیٰ نے مبعوث کیا تھا کیا میں نے اُس کا حق ادا کر دیا۔ چنانچہ تمام کے تمام صحابہ کرامؓ نے بیک زبان ہو کر کہا: بلٰی یا رسول اللہ۔ ہاں کیوں نہیں۔ یہ سچ دنیا جانتی ہے کہ اللہ کے رسول نے اپنی ساری زندگی کا لمحہ لمحہ ہماری اعتقادی، علمی، عملی اور ایمانی اصلاح میں صرف کر دیا۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کچھ اسی طرح کا نظارہ اپنے اس شعر میں یوں بیان فرماتے ہیں:

صَادَفۡتَھُمۡ قَوۡمًا کَرَوۡثٍ ذِلَّۃً
فَجَعَلۡتَھُمۡ کَسَبِیۡکَۃِ الۡعِقۡیَانِ

یعنی اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ایک قوم کو پایا جو گوبر کی طرح ذلیل تھی مگر آپ نے اپنی قوت قدسیہ کے ذریعہ اس کو سونے کی ڈلی کی مانند بنا دیا۔

یہ تھے دنیا کے مصلح اعظم جنہوں نے اُس گوبر جیسی قوم کی اصلاح کچھ اس طرح کی کہ اُن کو سونے کی چمکدار ڈلی بنا دیا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِکۡ وَسَلِّمۡ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ

پیاری سامعات! خدا تعالیٰ کی تقدیر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان پیشگوئیوں کے مطابق آخری زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام ٹھیک اُس زمانہ میں مبعوث ہوئے جب دنیا میں:

ظَھَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ کا نظارہ تھا۔ کوئی خرابی ایسی نہ تھی جو اس زمانہ میں پیدا نہ ہوگئی ہو۔ یعنی ہر قسم کا فتنہ و فساد برپا تھا اور عملی حالت میں عوام الناس کی تو کیا، علماء کی حالت بھی بد سے بدتر تھی جس کا اندازہ آنحضرت ﷺ کی اس حدیث سے بخوبی ہو جاتا ہے کہ عُلَمَآءُ ھُمۡ شَرٌّ مَنۡ تَحۡتَ اَدِیۡمِ السَّمَآءِ یعنی اُن کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں بدترین ہوں گے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف مسلمانوں کی اعتقادی حالت کو درست کیا بلکہ ان کی عملی اصلاح کیلئے ساری زندگی وقف کر دی۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’غرض ان دنوں یہ خیال اس زور کے ساتھ میرے دماغ پر غلبہ پائے ہوئے ہے کہ کسی اور خیال کی گنجائش نہیں رہی۔ وہ خیال کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جاوے جو سچی مومن ہو اور خدا پر حقیقی ایمان لائے اور اسکے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر کاربند ہو اور اصلاح و تقویٰ کے راستے پر چلے اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے، تا پھر ایسی جماعت کے ذریعہ دنیا ہدایت پاوے اور خدا کا منشا پورا ہو‘‘......پس یہ درد ہے جس نے آپ کو بے چین کر دیا تھا......جماعت سے توقعات اور جماعت کو نصائح، عملی حالتوں کی تبدیلی کا مضمون یہ مختلف حوالوں اور مختلف زاویوں سے آپ نے بیان فرمایا ہوا ہے۔‘‘

(از خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 7 ر فروری 2014ء)

یہی اصلاح اعمال کا جذبہ آپؑ کے خلفائے کرام میں بھی رچا اور بسا ہوا تھا۔ چنانچہ ہمارے موجودہ پیارے امام سیدنا و امامنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز وقتاً فوقتاً احباب جماعت کو خصوصاً اور ساری دنیا کو عموماً اپنی عملی اصلاح کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے چند اہم و زریں ارشادات جو آپ نے اصلاحِ اعمال کے تعلق سے اپنے مختلف خطبات و خطابات میں بیان فرمائے ہیں، کسی قدر ان کے اقتباسات پیش کرنے کی کوشش کروں گی۔ و باللہ التوفیق

معزز سامعات! عملی حالتوں کی اصلاح کی ضرورت کے متعلق سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ جب ہم اس پہلو کی طرف دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں جو عملی تبدیلی پیدا کرنا چاہتے ہیں، اس کی حالت کیا ہے؟ تو پھر فکر پیدا ہوتی ہے۔ سوال اُٹھتا ہے کہ کیا ہم میں سے ہر ایک معاشرے کی ہر برائی کا مقابلہ کر کے اسے شکست دے رہا ہے......کیا ہم حقیقت میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہیں؟ کیا ہم ہر ایک بدی سے اور بدعملی سے انتہائی محتاط ہو کر بچنے کی کوشش کرنے والے ہیں؟ کیا ہم کسی کا حق مارنے سے بچنے والے اور ناجائز تصرف سے بچنے والے ہیں؟ کیا ہم پنجگانہ نماز کا التزام کرنے والے ہیں؟ کیا ہم ہمیشہ دعا میں لگے رہنے والے اور خدا تعالیٰ کو انکسار سے یاد کرنے والے ہیں؟ کیا ہم ہر ایسے بد رفیق اور ساتھی کو جو ہم پر بد اثر ڈالتا ہے، چھوڑنے والے ہیں؟ کیا ہم اپنے ماں باپ کی خدمت اور ان کی عزت کرنے والے اور امورِ معروفہ میں اُن کی بات ماننے والے ہیں؟ کیا ہم اپنی بیوی اور اُس کے رشتہ داروں سے نرمی اور احسان کا سلوک کرنے والے ہیں؟ کیا ہم اپنے ہمسائے کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے محروم تو نہیں کر رہے؟ کیا ہم اپنے قصوروار کا گناہ بخشنے والے ہیں؟ کیا ہمارے دل دوسروں کیلئے ہر قسم کے کینے اور بُغض سے پاک ہیں؟ کیا ہر خاوند اور ہر بیوی ایک دوسرے کی امانت کا حق ادا کرنے والے ہیں؟ کیا ہم عہدِ بیعت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی حالتوں کی طرف نظر رکھنے والے ہیں؟ کیا ہماری مجلسیں دوسروں پر تہمتیں لگانے اور چغلیاں کرنے سے پاک ہیں؟ کیا ہماری زیادہ تر مجالس اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے والی ہیں؟

اگر ان کا جواب نفی میں ہے تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے دور ہیں اور ہمیں اپنی عملی حالتوں کی فکر کرنی چاہئے۔ اگر اس کا جواب ہاں میں ہے تو ہم میں سے وہ خوش قسمت ہیں جن کو یہ جواب ہاں میں ملتا ہے کہ ہم اپنی عملی حالتوں کی طرف توجہ دے کر بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔

(از خلاصہ خطبہ جمعہ 6 ر دسمبر 2013ء)

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 13 ر دسمبر 2013ء میں لجنہ اماء اللہ کی عملی اصلاح اور ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک عورت اپنے لباس کو حیادار نہیں رکھتی باہر نکلتے ہوئے پردے کا خیال نہیں رکھتی۔ باوجود احمدی مسلمان ہونے کے اور کہلانے کے ننگے سر، بغیر حجاب کے، بغیر سکارف کے یا چادر کے پھرتی ہے۔ لباس چست اور جسم کی نمائش کرنے والا ہے۔ لیکن مالی قربانی کیلئے کہو، کسی چیریٹی میں چندے کیلئے کہو تو کھلا دل ہے، یا جھوٹ سے اُسے نفرت ہے اور برداشت نہیں کرتی کہ اُسکے سامنے کوئی جھوٹ بولے تو اس کیلئے بڑی نیکی چندوں میں بڑھنا یا بڑی نیکی جھوٹ سے نفرت نہیں بلکہ بڑی نیکی قرآنِ کریم کے اس حکم پر عمل کرنا ہے کہ اپنے لباس کو حیادار بناؤ اور پردے کا خیال رکھو۔ جس کو وہ چھوٹی نیکی سمجھ کر توجہ نہیں کر رہی یہی ایک وقت میں پھر اُس کو بڑی برائی کی طرف بھی دھکیل دے گی......یعنی بہت سی بدیاں ایک کیلئے بڑی ہیں اور دوسرے کیلئے چھوٹی اور بہت سی نیکیاں ایک کیلئے بڑی نیکی ہیں اور دوسرے کیلئے چھوٹی۔‘‘

چنانچہ اس سلسلہ میں حضور انور نے ایسے 8 ر اسباب بیان فرمائے ہیں جن کی وجہ سے انسان اپنی اصلاح نہیں کر پاتا ہے۔ سیدنا حضور انور ان 8 ر اسباب کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

(پہلا سبب) پس اگر ہم نے اپنی عملی اصلاح کرنی ہے تو سب سے پہلے اس خیال کو دل سے نکالنا ہوگا کہ مثلاً زنا ایک بڑا گناہ ہے، قتل ایک بڑا گناہ ہے، چوری ایک بڑا گناہ ہے، غیبت ایک بڑا گناہ ہے اور ان کے علاوہ جتنے گناہ ہیں وہ چھوٹے گناہ ہیں۔ پس اس خیال کو دل سے نکالنا ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بات کو سامنے رکھیں گے کہ قرآنِ کریم کے سات سو حکموں پر عمل نہ کرنے والا نجات کا دروازہ اپنے اوپر بند کرتا ہے۔

(دوسرا سبب) پھر اعمال کی اصلاح میں رکاوٹ کی جو دوسری وجہ ہے، وہ ماحول ہے یا نقل کا مادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں نقل کا مادہ رکھا ہوا ہے جو بچپن سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ فطرت میں ہے اس لئے بچہ کی فطرت میں بھی یہ نقل کا مادہ ہے۔ پھر یہ بات بھی بہت توجہ طلب ہے کہ بچوں کی تربیت کی عمر انتہائی بچپن سے ہی ہے۔

اسی طرح ہمسایوں، ماں باپ کی سہیلیوں اور دوستوں کے غلط عمل کا بھی بچے پر اثر پڑ رہا ہوتا ہے۔ پس اگر اپنی نسل کی، اپنی اولاد کی حقیقی عملی اصلاح کرنی ہے تاکہ آئندہ عملی اصلاح کا معیار بلند ہو تو ماں باپ کو اپنی حالت کی طرف بھی نظر رکھنی ہوگی اور اپنی دوستیاں ایسے لوگوں سے بنانے کی ضرورت ہوگی جو عملی لحاظ سے ٹھیک ہوں۔

(تیسرا سبب) عملی اصلاح میں روک کا تیسرا سبب فوری یا قریب کے معاملات کو مدنظر رکھنا ہے جبکہ عقیدے کے معاملات دور کے معاملات ہیں۔

(چوتھا سبب) چوتھا سبب عملی اصلاح کی کمزوری کا یہ ہے کہ عمل کا تعلق عادت سے ہے اور عادت کی وجہ سے کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

(پانچواں سبب) عملی اصلاح میں روک کا پانچواں

سبب بیوی بچے بھی ہیں۔ یہ عملی اصلاح کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔ بسا اوقات انسان کو بیوی بچوں کی تکالیف عملی طور پر ابتلا میں ڈال دیتی ہے۔

(چھٹا سبب) چھٹا سبب عملی اصلاح میں روک کا یہ ہے کہ انسان اپنی مستقل نگرانی نہیں رکھتا یعنی عمل کا خیال ہر وقت رکھنا پڑتا ہے تبھی عملی اصلاح ہوسکتی ہے۔

(ساتواں سبب) ساتواں سبب اعمال کی اصلاح میں روک کا یہ ہے کہ انسانی تعلقات اور رویے جو ہیں وہ حاوی ہوجاتے ہیں اور خشیت اللہ میں کمی آجاتی ہے۔

(آٹھواں سبب) آٹھواں سبب عملی اصلاح میں روک کا یہ ہے کہ عمل کی اصلاح اُس وقت تک بہت مشکل ہے جب تک خاندان کی اصلاح نہ ہو۔

حضور انور نے فرمایا: ان آٹھ باتوں کے علاوہ بھی بعض وجوہات عملی اصلاح میں روک ہوسکتی ہیں۔ یہ چند اہم باتیں ہیں جیسا کہ میں نے کہی ہیں لیکن اگر ان پر غور کیا جائے تو تقریباً تمام باتیں انہیں آٹھ باتوں میں سمٹ بھی جاتی ہیں۔

(از خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 13 و 20/دسمبر 2013ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اصلاح اعمال کے تین ذرائع بیان فرمائے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

اصلاح اعمال کیلئے تین چیزوں کی مظبوطی کی ضرورت ہے۔ ایک قوت ارادی کی مضبوطی کی ضرورت ہے، ایک علم کی زیادتی کی ضرورت ہے اور ایک قوت عملیہ میں طاقت کا پیدا کرنا بھی ضروری ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ علم کی زیادتی درحقیقت قوت ارادی کا حصہ ہوتی ہے کیونکہ علم کی زیادتی کے ساتھ قوت ارادی بڑھتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو لوگ ایمان لائے وہ کون لوگ تھے ان کی عملی حالت کیا تھی؟ تاریخ ہمیں اس بارے میں کیا بتاتی ہے؟...... تو حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح اتنی جلدی اتنا عظیم انقلاب اُن میں پیدا ہوگیا؟ ایمان لاتے ہی انہوں نے فیصلہ کرلیا کہ اب دین کی تعلیم پر عمل کیلئے ہم نے اپنے دل کو قوی اور مضبوط کرنا ہے۔ انہوں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ خدا تعالیٰ کے احکامات کے خلاف اب ہم نے کوئی قدم نہیں اٹھانا۔ انہوں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم ہمارے لئے حرفِ آخر ہے۔ ان کا یہ فیصلہ اتنا مضبوط، اتنا پختہ اور اتنے زور کے ساتھ تھا کہ ان کے اعمال کی کمزوریاں اُس فیصلے کے آگے ایک لمحے کیلئے بھی ٹھہر نہ سکیں...... اس سے ملتی جلتی کئی مثالیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے ماننے والوں میں ہمیں نظر آتی ہیں۔ تمباکو نوشی گو حرام تو نہیں، بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو برا فرمایا، بلکہ ایک جگہ یہ بھی فرمایا کہ شاید یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتی تو منع فرمادیتے۔ لیکن ایک برائی بہرحال ہے اور اس میں نشہ بھی ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک سفر کے دوران جب حقے سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو آپ کے صحابہ نے جو حقہ پینے کے عادی تھے، اپنے حقے کو توڑ دیا اور پھر تمباکو نوشی کے قریب بھی نہیں پھٹکے...... پس یہ نمونے ہیں جو ہمیں قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

(از خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 17/جنوری 2014ء)

حضور انور نے فرمایا: پس ابھی سے اپنی قوت ارادی سے کام لینا ہوگا اور اس برائی سے چھٹکارا پانا ہوگا۔

قوت علمی کا مطلب: اس کے ساتھ ہی جیسا کہ ذکر ہوچکا ہے کہ قوت علمی ہے، اگر قوت علمی کسی میں ہو تو عمل کی جو کمزوری علم کی وجہ سے ہوتی ہے وہ دور ہوجاتی ہے۔

قوت عملی کا مطلب: پھر تیسری چیز جس سے عملی کمزوری سرزد ہوتی ہے وہ عملی قوت کا فقدان ہے۔ بہرحال یہ تینوں قسم کے لوگ دنیا میں موجود ہیں اور دنیا میں یہ بیماریاں بھی موجود ہیں۔ بعض ایسے لوگ ہیں جن کے عمل کی کمزوری کی وجہ ایمان میں کامل نہ ہونا ہے بعض لوگ ایسے ہیں جن میں عملی کمزوری اس وجہ سے ہے کہ ان کا علم کامل نہیں ہے۔ پس جماعتی ترقی کیلئے نظام کے ہر حصے کو، بلکہ ہر احمدی کو اپنا جائزہ لیتے ہوئے اپنی اصلاح کی بھی ضرورت ہے۔

عملی اصلاح کیلئے ایمان اور نیک کاموں میں دوام کے ساتھ ساتھ مزید دو باتوں کی بھی اہم ضرورت ہوتی ہے وہ ہیں نگرانی اور دوسرے کسی قدر جبر۔ چنانچہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

عملی اصلاح کیلئے دو قسم کے سہاروں کی ضرورت ہے ایک نگرانی کی اور دوسرا جبر کی۔ نگرانی یہ ہے کہ مستقل نظر میں رکھا جائے، زیر نگرانی رکھا جائے کہ کہیں کوئی بدعمل نہ کرلے...... بعض دفعہ حکومت کے کارندے نگرانی کر رہے ہوتے ہیں اور یہ بتا دیتے ہیں کہ ہم نگرانی کریں گے۔ سڑکوں پر ٹریفک کیلئے مستقل کیمرے لگائے ہوئے ہوتے ہیں اور بورڈ لگے ہوتے ہیں کہ کیمرہ لگا ہوا ہے یہ نگرانی کا ایک عمل ہے۔ یہ نگرانی عملی اصلاح کیلئے ضروری ہے اور بہت سے غلط کاموں سے انسان اس وجہ سے بچ رہا ہوتا ہے کہ معاشرہ اس کی نگرانی کر رہا ہے۔ ماں باپ اپنے دائرے میں نگرانی کر رہے ہوتے ہیں۔ مربیان کا یہ نگرانی کرنا اپنے دائرے میں کام ہے اور باقی نظام کو بھی اپنے اپنے دائرے میں نگران بننا ضروری ہے اور جب اسلام کی یہ تعلیم بھی سامنے ہو کہ ہر نگران اپنی نگرانی کے بارے میں پوچھا جائے گا تو نہ صرف اُن کی اصلاح ہوگی جن کی نگرانی کی جارہی ہے بلکہ نگرانوں کی بھی اصلاح ہو رہی ہوگی۔ تو بہرحال عملی اصلاح کیلئے نگرانی بھی ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

دوسری بات جو اصلاح کیلئے ضروری ہے جبر ہے۔ یہاں کسی کے دل میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ ''دین کے معاملے میں جبر نہیں ہے'' دوسری طرف عملی اصلاح کیلئے جو علاج تجویز کیا جارہا ہے، وہ جبر ہے۔ یہاں جبر یہ ہے کہ دین کی طرف منسوب ہوکر پھر اُس کے قواعد پر عمل نہ کرنا اور اُسے توڑنا، ایک طرف تو اپنے آپ کو نظام جماعت کا حصہ کہنا اور پھر نظام کے قواعد کو توڑنا۔ یہ بات اگر ہو رہی ہے تو پھر بہرحال سختی ہوگی اور یہی یہاں جبر سے مراد ہے۔ نظام کا حصہ بن کر رہنا ہے تو پھر تعلیم پر بھی عمل کرنا ہوگا ورنہ سزا مل سکتی ہے، جرمانہ بھی ہوسکتا ہے، بعض قسم کی پابندیاں بھی عائد ہوسکتی ہیں...... ان سب باتوں کا مقصد اصلاح کرنا ہے تاکہ قوت عملی کی کمزوری کو دور کیا جاسکے۔ جماعت میں بھی جب نظامِ جماعت سزا دیتا ہے تو اصل مقصد اصلاح ہوتا ہے۔ کسی کی سبکی یا کسی کو بلاوجہ تکلیف میں ڈالنا نہیں ہوتا۔ یہ جبر حکومتی قوانین میں بھی لاگو ہے۔ سزائیں بھی ملتی ہیں، جیلوں میں بھی ڈالا جاتا ہے، جرمانے بھی ہوتے ہیں، بعض دفعہ مارا بھی جاتا ہے۔ تو مقصد یہی ہوتا ہے کہ معاشرے میں امن رہے اور دوسرے کو نقصان پہنچانے والے جو ہیں وہ نقصان پہنچانے کا کام نہ کرسکیں۔

(از خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 31/جنوری 2014ء)

پس آج ہمارے اعمال کی اصلاح خلیفہ وقت کی مکمل اطاعت فرمانبرادری اور اس سے ذاتی تعلق سے وابستہ ہے۔ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جوڑ کر پھر خلافت سے کامل اطاعت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ یہی چیز ہے جو جماعت میں مضبوطی اور روحانیت میں ترقی کا باعث بنے گی۔ خلافت کی پہچان اور اُس کا صحیح علم اور ادراک اس طرح جماعت میں پیدا ہوجانا چاہئے کہ خلیفہ وقت کے ہر فیصلے کو بخوشی قبول کرنے والے ہوں اور کسی قسم کی روک دل میں پیدا نہ ہو، کسی بات کو سن کر انقباض نہ ہو...... ہر سطح کے عہدیداران، پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں، ہر تنظیم کے اور جماعتی عہدیداران اپنی اس ذمہ داری کو بھی سمجھیں تو بعض دلوں میں جو شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں، کبھی پیدا نہ ہوں۔

(از خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 31/جنوری 2014ء)

معزز سامعات! پس جہاں خلیفہ وقت کی مکمل اطاعت و فرمانبرداری ہمارے اعمال کی اصلاح کیلئے ضروری ہے وہیں امام وقت سے ذاتی تعلق بھی قائم ہونا چاہئے اس کیلئے خط و کتابت، دعا کی درخواست اور راہ نمائی بھی نہایت ضروری ہے۔ نیز ایم ٹی اے کا بابرکت نظام اس دور پُرفتن میں ہمارے اعمال کی اصلاح کیلئے ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ پس ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہئے اور جو روحانی مائدہ ہمارے لئے آسمان سے اترا ہے اس سے ہمیں کماحقہٗ استفادہ کرنا چاہئے۔ اگر ہم نے اس سے خود کو اور اپنی اولادوں کو محروم رکھا تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم سراسر کفران نعمت کے مرتکب ہوں گے۔ ایم ٹی اے کا نظام ایک ایسا وسیلہ ہے کہ ہم اپنے امامِ وقت کے رُخِ انور کا دیدار براہِ راست کرسکتے ہیں اور جمعۃ المبارک کے دن تمام دنیا کو حضور انور کا السلام علیکم ایک عظیم الشان تحفہ ہے اور سیدنا حضور انور کی زبانِ مبارک سے نکلا ہو ایک ایک لفظ ہمارے لئے دستور العمل ہونا چاہئے۔

اصلاح اعمال کا ایک سب سے بڑا زبردست ہتھیار دعا ہے۔ اسکے متعلق حضور انور فرماتے ہیں: سب سے بڑا ہتھیار دعا کا ہے جس کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے اور اس کا صحیح استعمال اور اس سے صحیح فائدہ اٹھانے کیلئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ ایمان میں ترقی کرو اور میں نے جو نیک اعمال بجالانے کیلئے لائحہ عمل دیا ہے اُس پر عمل کرو۔ پس یہ عمل اور دعا اور دعا اور عمل ساتھ ساتھ چلیں گے تو حقیقی اصلاح ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔

(از خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 31/جنوری 2014ء)

میری پیاری بہنوں اور بچیو! آئیں امام وقت کی آواز پر لبیک کہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر رحمتیں نازل ہوں اور ہماری قربانیوں کو قبول فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ اسلام کی فتح کے دن ہماری زندگیوں میں لے آئے جس کا ذکر اس مضمون کے شروع میں آچکا ہے۔

پس آج ہم یہ پختہ عہد کر کے اٹھیں کہ اصلاحِ اعمال کے متعلق جو ذمہ داریاں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہم لجنہ اماء اللہ پر ڈالی ہیں ہم سب اس کا حق کماحقہٗ ادا کرنے والیاں بن جائیں اور ہم سب اپنے اس پختہ عزم کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں گی کہ پیارے آقا کی اس زریں اور بے بہا قیمتی نصائح کو اپنی زندگی کا حرزِ جان بنالیں گی اور ہر پل اور ہر موڑ پر فَذَكِّرۡ کے تحت اپنی اولادوں، اپنے بھائیوں، اپنے خاوندوں کو ایسی پُرحکمت طریق کے ساتھ ہمیشہ یاد دلاتی رہیں گی تو پھر دنیا دیکھے گی کہ احمدی خاتون اپنے گھر اور اپنے معاشرے میں ایک پاکیزہ نمونہ کے ساتھ دنیا میں جنت نظیر معاشرہ قائم کرنے کا بہترین کردار ادا کر رہی ہے۔ یہ ہے عملی اصلاح کا ایک بہترین گُر۔ اللہ کرے ہم اس میں کامیاب ہوجائیں اور اللہ کے فضل کو حاصل کرنے والیاں بن جائیں اور پیارے حضور کی آنکھوں کی ٹھنڈک بھی بن جائیں۔ آمین!

معزز سامعات! خاکسارہ اپنی اس تقریر کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک اقتباس پڑھ کر ختم

> ''میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اگر عملی اصلاح میں ہم سو فیصد کامیاب ہوجائیں تو ہماری لڑائیاں اور جھگڑے اور مقدمے بازیاں اور ایک دوسرے کو مالی نقصان پہنچانے کی کوششیں، مال کی ہوس، ٹی وی اور دوسرے ذرائع پر بے ہودہ پروگراموں کو دیکھنا، ایک دوسرے کے احترام میں کمی، ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش، یہ سب برائیاں ختم ہوجائیں۔ محبت، پیار اور بھائی چارے کی ایسی فضا قائم ہو جو اس دنیا میں بھی جنت دکھادے''

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

نماز پڑھو، نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے......

اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کرلو تا تم پر رحم کیا جائے۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 549)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ اڑول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

نماز کیا چیز ہے وہ دُعا ہے

جو تسبیح، تحمید، تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرّع سے مانگی جاتی ہے۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 68)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

ملکہ برطانیہ کی وفات پر امام جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کا اظہارِ افسوس

عزت مآب ملکہ معظّمہ الزبتھ دوم کی وفات پر امام جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’ملکہ معظّمہ الزبتھ دوم کی وفات درحقیقت برطانیہ عظمیٰ اور دولتِ مشترکہ کیلئے عظیم سانحہ ہے۔ جس شان، وقار اور غیر متزلزل لگن کے ساتھ طویل عہدِ سلطنت میں ملکہ معظّمہ نے اپنی رعایا کے ساتھ حسنِ سلوک کیا، اس پر احمدی مسلمان ہمیشہ اُن کے ممنونِ احسان رہیں گے۔

مَیں جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کی جانب سے عزت مآب جناب شہنشاہ چارلس سوم، شاہی خانوادے کے جملہ افراد اور پوری قوم سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ آپ سب کو اس صدمہ عظیمہ کو برداشت کرنے کا بھرپور صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔‘‘

(بشکریہ مرکزی پریس اینڈ میڈیا آفس، بحوالہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 13 ستمبر 2022)

کرے گی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

گزشتہ خلفاء بھی اور میں بھی خطبات وغیرہ کے ذریعہ اس نُقص کو دور کرنے کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں اور ان ہدایات کی روشنی میں ذیلی تنظیمیں بھی اور جماعتی نظام بھی پروگرام بناتے ہیں تا کہ ہم ہر طبقے اور ہر عمر کے احمدی کو دشمن کے ان حملوں سے بچانے کی کوشش کریں۔ لیکن اگر ہم میں سے ہر ایک اپنی عملی اصلاح کی طرف خود توجہ کرے، مخالفینِ دین کے حملوں کو ناکام بنانے کیلئے کھڑا ہو جائے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ دشمنانِ دین کی اصلاح کا عزم لے کر کھڑا ہو اور صرف دفاع نہیں کرنا بلکہ حملہ کر کے اُن کی اصلاح بھی کرنی ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے خدا تعالیٰ سے اپنا ایک خاص تعلق پیدا کرے تو نہ صرف ہم دین کے دشمنوں کے حملوں کو ناکام بنا رہے ہوں گے بلکہ اُن کی اصلاح کر کے اُن کی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بھی ہوں گے بلکہ اس فتنہ کا خاتمہ کر رہے ہوں گے جو ہماری نئی نسلوں کو اپنے بداثرات کے زیرِ اثر لانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس ذریعہ سے ہم اپنی نئی نسل کو بچانے والے ہوں گے ہم اپنے کمزوروں کے ایمانوں کے بھی محافظ ہوں گے اور پھر اس عملی اصلاح کی جاگ ایک سے دوسرے کو لگتی چلی جائے گی اور یہ سلسلہ قیامت تک چلے گا۔ ہمارے عملی اصلاح سے تبلیغ کے راستے مزید کھلتے چلے جائیں گے۔ نئی ایجادات برائیاں پھیلانے کے بجائے ہر ملک اور ہر خطّے میں خدا تعالیٰ کے نام کو پھیلانے کا ذریعہ بن جائیں گی۔

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم حقائق سے کبھی نظریں نہیں پھیر سکتے کیونکہ ترقی کرنے والی قومیں، دنیا کی اصلاح کرنے والی قومیں، دنیا میں انقلاب لانے والی قومیں اپنی کمزوریوں پر نظر رکھتی ہیں۔ اگر آنکھیں بند کر کے ہم کہہ دیں کہ سب اچھا ہے تو یہ بات ہمارے کاموں میں روک پیدا کرنے والی ہوگی۔ ہمیں بہرحال حقائق پر نظر رکھنی چاہئے اور نظر رکھنی ہوگی۔ ہم اس بات پر خوش نہیں ہو سکتے کہ پچاس فیصد کی اصلاح ہوگئی ہے یا اتنے فیصد کی اصلاح ہوگئی ہے بلکہ اگر ہم نے دنیا میں انقلاب لانا ہے تو سو فیصد کے ٹارگیٹ رکھنے ہوں گے۔

میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اگر عملی اصلاح میں ہم سو فیصد کامیاب ہو جائیں تو ہماری لڑائیاں اور جھگڑے اور مقدمے بازیاں اور ایک دوسرے کو مالی نقصان پہنچانے کی کوششیں، مال کی ہوس، ٹی وی اور دوسرے ذرائع پر بے ہودہ پروگراموں کو دیکھنا، ایک دوسرے کے احترام میں کمی، ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش، یہ سب برائیاں ختم ہو جائیں۔ محبت، پیار اور بھائی چارے کی ایسی فضا قائم ہو جو اس دنیا میں بھی جنت دکھا دے۔

(از خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 6 دسمبر 2013ء)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’روحانیت میں ترقی کی پہلی سیڑھی نماز ہے‘‘

(پیغام بر موقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ فن لینڈ 2019)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

مومنین کیلئے یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ اپنی اطاعت کے معیار کو بڑھائیں

(خطبہ جمعہ 24 مئی 2019)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 10693: مَیں طیبہ بنت مکرم شمیم احمد صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 4 مارچ 1994 پیدائشی احمدی، ساکن ہندو محلہ نزد نونیت جیولرز ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 15 اگست 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: رفیق احمد مالاباری الامۃ: طیبہ گواہ: قاضی شاہد احمد

مسل نمبر 10694: مَیں عالیہ فوزیہ بنت مکرم ملک منیر احمد پشاوری صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 10 جون 1996ء پیدائشی احمدی، ساکن محلہ دار الفتوح ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 15 اگست 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ: زین الدین حامد الامۃ: عالیہ فوزیہ گواہ: ندیم احمد ملک

مسل نمبر 10695: مَیں الندا النصر بنت مکرم ملک منیر احمد پشاوری صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 10 جون 1996ء پیدائشی احمدی، ساکن محلہ دار الفتوح ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 15 اگست 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ: زین الدین حامد الامۃ: الندا النصر گواہ: ندیم احمد ملک

مسل نمبر 10696: مَیں عبد الماجد سی ولد مکرم عبد الجبار صاحب سی، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 23 مارچ 2003 پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: سرائے طاہر (جامعہ احمدیہ قادیان) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، مستقل پتا: بیت العافیت، پالپپورم صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 21 اگست 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محبوب احمد۔ این العبد: عبد الماجد سی گواہ: شوکت احمد

مسل نمبر 10697: مَیں جورینہ بی بی زوجہ مکرم ضیاء الرحمن ملّا صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ عارضی ملازمت عمر 33 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ طاہر ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 21 مارچ 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ -/21,000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/4724 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید اعجاز احمد آفتاب الامۃ: جورینہ بی بی گواہ: مظفر احمد مبشر

مسل نمبر 10698: مَیں شکیلہ بنت مکرم ایس. ایم. سید احمد صاحب زوجہ مکرم اے. عبد النظار صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 48 سال پیدائشی احمدی ساکن حق کالونی، راجہ نگر (3rd اسٹریٹ) ڈاکخانہ میلا پالم ضلع ترونل ویلی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 15 اپریل 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 40 گرام 22 کیریٹ، حق مہر: -/1000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: اے. شمس العالم الامۃ: شکیلہ گواہ: اے. عبد النظار

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 20/اگست 2022ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ صالحہ صفی محمود صاحبہ
اہلیہ مکرم خلیفہ صفی محمود صاحب مرحوم (یو.کے)

18/اگست 2022ء کو 80 سال کی عُمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور مکرم مولوی عبدالکریم صاحب (سابق مبلغ سیرالیون) کی بیٹی تھیں۔ آپ قادیان میں پیدا ہوئیں اور بیس سال کی عمر میں والدین کے ساتھ برطانیہ آئیں۔ یہاں آنے کے بعد انہوں نے لائبریری سائنس میں تعلیم حاصل کی اور انیس سال تک South Thames کالج میں ٹیچر رہیں۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے زیر سایہ لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی اور حضور رحمہ اللہ نے جو کتب تصنیف فرمائیں ان میں حوالہ جات کی تلاش کا کام بخوبی سرانجام دیتی رہیں۔ آپ نے امۃ الحئی لائبریری کو ترتیب دینے کی بھی توفیق پائی۔ آپ کو چونکہ ریسرچ کا شوق تھا اس لیے اپنی فیملی کے بعض افراد کی سیرت و سوانح پر آپ نے متعدد کتب بھی تصنیف کیں۔ لجنہ اماء اللہ میں بطور ریجنل صدر لندن ریجن کے علاوہ سیکرٹری اشاعت کے طور پر خدمت بجالاتی رہیں۔ جہاں بھی رہیں وہاں بچوں اور مستورات کو قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ بھی پڑھاتی رہیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، بہت دیندار، ملنسار، مہمان نواز اور خلافت کے ساتھ عقیدت کا گہرا تعلق رکھنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور کثیر تعداد میں نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ خدیجہ بیگم صاحبہ
اہلیہ مکرم عبدالمنان قریشی صاحب مرحوم (کینیڈا)

15/اپریل 2022ء کو 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ ڈاکٹر حبیب اللہ خان صاحب کی بیٹی تھیں جنہوں نے 1923ء میں احمدیت قبول کی اور مشرقی افریقہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ جماعت کینیڈا کے ابتدائی ممبران میں سے تھیں۔ مانٹریال میں آپکا گھر جماعت کا سب سے پہلا نماز سنٹر تھا۔ آپ نے لمبا عرصہ بطور صدر لجنہ مانٹریال خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ بہت خاموش طبع، خوش مزاج، خوش اخلاق، مہمان نواز، ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ تحریک جدید کے دفتر اول کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھیں اور اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم پروفیسر محمد شریف خان صاحب (واقف زندگی، پروفیسر ٹی آئی کالج ربوہ) کی بہن اور مکرم فرحان احمد حمزہ قریشی صاحب (مربی سلسلہ واستاد جامعہ احمدیہ کینیڈا) کی دادی تھیں۔

(2) مکرمہ بشریٰ ثریا صاحبہ اہلیہ مکرم دین محمد صاحب شاہد مرحوم، سابق مربی سلسلہ (کینیڈا)

2/جون 2022ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت قاری غلام یاسین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان سے اور میٹرک نصرت گرلز ہائی اسکول ربوہ سے کیا۔ آپ کا خاندان ربوہ کے ابتدائی مکینوں میں سے تھا۔ مرحومہ اپنے واقفِ زندگی شوہر کے ساتھ ہمیشہ قدم سے قدم ملا کے چلیں اور ہر قسم کی پریشانی اور تنگی میں ہمیشہ بہت صبر وشکر کے ساتھ گزارا کیا اور بچوں کو بھی ہر وقت شکر کرنے کی تلقین کرتی تھیں۔ آپ کو خلافت سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ نے نہایت سادہ زندگی بسر کی۔ مرحومہ بے حد مہمان نواز بھی تھیں۔ تمام چندوں کی بروقت ادائیگی کرتی تھیں۔ مرحومہ کو دو سال راولپنڈی میں حلقہ کی صدر لجنہ کے طور پہ خدمت کا موقع بھی ملا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(3) مکرمہ تسنیم ندیم صاحبہ اہلیہ مکرم ندیم کرتھاک کانتیا کام Krithakkanteakam صاحب (ڈرہم جماعت، کینیڈا)

23/جون 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کا تعلق کیرالہ انڈیا سے تھا۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، قرآن کریم سے گہرا لگاؤ رکھنے والی ایک مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے بے انتہا محبت رکھتی تھیں۔ قصیدے کے چند اشعار یاد کیے ہوئے تھے جنہیں اکثر دہرایا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(4) مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ
اہلیہ مکرم مرزا بشیر احمد صاحب مرحوم (ربوہ)

6/جون 2022ء کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، بہت مہمان نواز، ایک نیک، مخلص اور فدائی خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں سات بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(5) مکرمہ امۃ العزیز قدسیہ صاحبہ (بلجیم)

جون 2022ء میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ آپ کا بچپن خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قربت میں گزرا جسے یاد کرکے بہت خوش ہوا کرتی تھیں۔ باقاعدگی سے خطبہ سنتیں اور ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھتی تھیں۔ پنجوقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، نرم مزاج، خلافت سے سچی محبت رکھنے والی، ایک ہمدرد اور مخلص خاتون تھیں۔ 1974 میں دو مرتبہ مخالفین نے شوہر کی غیر موجودگی میں آپ کے گھر پر حملہ کیا جس کا آپ نے بڑی دلیری سے مقابلہ کیا۔ 1998 میں ہجرت کرکے اپنے بچوں کے ساتھ بلجیم آگئی تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔

(6) مکرمہ نعیم اختر صاحبہ (جرمنی)

11/جون 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ 2016ء میں پاکستان سے ہجرت کرکے جرمنی آئی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور چندوں میں بہت باقاعدہ تھیں۔ بڑی مہمان نواز، ہردلعزیز اور بااخلاق خاتون تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم منصور احمد ناصر صاحب (واقف زندگی، لائبیریا) کی نسبتی بہن تھیں۔

(7) مکرم امتیاز احمد صاحب ججہ (کینیڈا)

15/جون 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ مکرم چودھری نعمت اللہ صاحب مرحوم سابق ناظم جائیداد ربوہ کے داماد تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح: فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 3/ستمبر 2022ء کو بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد (یو.کے) میں درج ذیل 6 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

- عزیزہ سائرہ وحید (واقفہ نو) بنت مکرم وحید احمد صاحب (جرمنی) ہمراہ عزیزم سعد غنی (واقف نو) ابن مکرم لقمان احمد صاحب (جرمنی)
- عزیزہ لین عودہ (واقفہ نو) بنت مکرم عبد القادر عودہ صاحب مسی ساگا، کینیڈا) ہمراہ عزیزم عمیر احمد ملک ابن مکرم شمیم احمد ملک صاحب (امریکہ)
- عزیزہ عائشہ احمد بنت مکرم مسعود احمد صاحب (جرمنی) ہمراہ عزیزم وجدان قدوس کاشف ابن مکرم قدوس کاشف صاحب (جرمنی)
- عزیزہ سیدہ قدسیہ خالد (واقفہ نو) بنت مکرم سید خالد احمد صاحب (ناظر اعلیٰ ربوہ) ہمراہ عزیزم سید قاصد صالح احمد (واقف نو) ابن مکرم سید ابراہیم منیب احمد صاحب (کینیڈا)
- عزیزہ مریم صدیقہ احمد بنت مکرم سید غلام احمد صاحب فرخ (چیئرمین ایسوسی ایشن آف احمدی کمپیوٹر پروفیشنلز، پاکستان) ہمراہ عزیزم مرزا اسامہ بشیر احمد (فارغ التحصیل جامعہ احمدیہ یو.کے) ابن مکرم مرزا محمود احمد صاحب (مرکزی آڈیٹر، یو.کے)
- عزیزہ صوفیہ مظفر (واقفہ نو) بنت مکرم مظفر احمد صاحب قمر (کارکن نظارت علیا ربوہ) ہمراہ عزیزم سید عدیل احمد (واقف زندگی، ربوہ) ابن مکرم سید قاسم احمد صاحب (ناظر زراعت ربوہ)

سالانہ اجتماعات 2022ء

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ذیلی تنظیمات مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماعات کیلئے مورخہ 21، 22، 23/اکتوبر 2022ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی ازراہ شفقت منظوری عنایت فرمائی ہے۔ احباب اس کے مطابق دعاؤں کے ساتھ ان اجتماعات میں شمولیت کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

طالب دعا: شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری (آندھرا پردیس)

99633 83271 | Pro. SK.Sultan | 97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
➤ Rajahmundry
➤ Kadiyapu lanka, E.G.dist.
➤ Andhra Pradesh 533126.
➤ #email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All...Hatred for None

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

قرآن کریم اس سوچ سے پڑھنا چاہیے کہ اسکے اوامر ونواہی پر ہم نے غور کرنا ہے اور بُرے کاموں سے رُکنا ہے اور اچھے کاموں کو ادا کرنے کی کوشش کرنی ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 22/ اپریل 2022 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال اللہ تعالیٰ نے روزوں کا مقصد کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے روزوں کی فرضیت کے حکم میں شروع میں ہی روزے کا یہ مقصد بیان فرمایا ہے کہ روزے تم پر اس لیے فرض کیے گئے ہیں تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

سوال ہم رمضان کے فیض سے کب حصہ پا سکتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: روزوں اور رمضان کے فیض سے ہم تبھی حصہ پا سکیں گے جب ہم روزوں کے ساتھ اپنے تقویٰ کے معیار بھی بلند کرنے والے ہوں گے۔ ہر قسم کی برائیوں سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کریں گے۔

سوال ایمان کا پہلا مرحلہ کیا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ایمان کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرے۔

سوال اس مہینے میں ہمیں قرآن کریم کس طرح پڑھنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رمضان میں قرآن کریم اس سوچ سے پڑھنا چاہئے کہ اسکے اوامر ونواہی پر ہم نے غور کرنا ہے اور بُرے کاموں سے رکنا ہے اور اچھے کاموں کو ادا کرنیکی کوشش کرنی ہے۔ ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔

سوال عبادات کی قبولیت کیا ہے اور اس سے مراد کیا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جب ہم یہ کہتے ہیں کہ نماز قبول ہوگئی ہے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ نماز کے اثرات اور برکات نماز پڑھنے والے میں پیدا ہو گئے ہیں۔ جب تک وہ برکات اور اثرات پیدا نہ ہوں اس وقت تک نری ٹکریں ہی ہیں۔ عیبوں اور برائیوں میں اگر مبتلا کا مبتلا ہی رہا تو تم ہی بتاؤ کہ اس نماز نے اس کو کیا فائدہ پہنچایا۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے تقویٰ کی کیا اہمیت بیان فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اصل جڑ اور مقصود تقویٰ ہے۔ جسے وہ عطا ہو تو سب کچھ پا سکتا ہے بغیر اسکے ممکن نہیں ہے کہ انسان صغائر اور کبائر سے بچ سکے۔ تقویٰ سے سب شے ہے۔ قرآن نے ابتدا اسی سے کی ہے۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ سے مراد بھی تقویٰ ہے کہ انسان اگرچہ عمل کرتا ہے مگر خوف سے جرأت نہیں کرتا کہ اسے اپنی طرف منسوب کرے اور اسے خدا کی استعانت سے خیال کرتا ہے اور پھر اسی سے آئندہ کیلئے استعانت طلب کرتا ہے۔ گناہ کی طرف بلانے والی تمام چیزیں جو ہیں اگر تقویٰ ہو تو ان کو اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے۔

سوال مومن اپنی کامیابیوں کو کس کی طرف منسوب کرتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مومن کو جب کامیابی ملتی ہے تو وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل نے یہ سب کچھ دیا ہے۔ جو بھی عطا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوئی ہے نہ کہ میری کسی خوبی کی وجہ سے، میرے کسی علم کی وجہ سے، میری عقل کی وجہ سے، میری دولت کی وجہ سے یا میری جسمانی حالت کی وجہ سے۔ نہیں بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور جب یہ احساس ہوتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی حمد کرتا ہے کہ اس نے اپنا فضل کیا اور اس طرح پر وہ قدم آگے آگے رکھتا ہے اور ہر ابتلا میں ثابت قدم رہ کر ایمان پاتا ہے۔

سوال تقویٰ کی باریک راہیں کیا ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محل ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی کیا تعریف بیان فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اسلام کے معنے ہیں ذبح ہونے کیلئے گردن آگے رکھ دینا یعنی کامل رضا کے ساتھ اپنی روح کو خدا کے آستانہ پر رکھ دینا۔ یہ پیارا نام تمام شریعت کی روح اور تمام احکام کی جان ہے۔

سوال انسان کی عبادات میں قبولیت کا رنگ کب پیدا ہوتا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جب تک انسان متقی نہیں بنتا اس کی عبادات اور دعاؤں میں قبولیت کا رنگ پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے، جیسا کہ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں کی ہی عبادت کو قبول فرماتا ہے۔

سوال تقویٰ کا معیار کب حاصل ہوتا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جب تک انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کے باریک در باریک پہلوؤں پر عمل کرنے کی کوشش نہ کرے اس وقت تک تقویٰ کا معیار حاصل نہیں ہوتا۔

سوال حقیقی احمدی کی کیا نشانی ہونی چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حقیقی احمدی کی یہ نشانی ہے کہ ہر معاملے میں، ہر عمل میں، اپنے کاروباروں میں، اپنی نوکریوں میں، اپنی روزمرہ کی لوگوں کے ساتھ dealing میں اپنے اعلیٰ اخلاق دکھلانے والے ہوں، اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے والے ہوں۔ تقویٰ دل میں پیدا کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں، اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنے والے ہوں تو پھر جہاں یہ ہماری اصلاح کا باعث بنے گی وہاں تبلیغ کا بھی ایک خاموش ذریعہ بن جاتی ہے۔

سوال اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی نعمتوں کے اظہار کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے کہ وہ عمدہ کپڑے پہن سکتا ہے لیکن وہ ہمیشہ میلے کچیلے کپڑے پہنتا ہے اس خیال سے کہ وہ واجب الرحم سمجھا جاوے یا اس کی آسودہ حالی کا حال کسی پر ظاہر نہ ہو ایسا شخص گناہ کرتا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم کو چھپانا چاہتا ہے اور نفاق سے کام لیتا ہے۔

سوال بعض درویش اپنے آپ کو متقی اور باکمال دکھانے کیلئے کیا کرتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک درویش کے پاس کوئی شخص گیا اس درویش نے اپنے مریدوں کو کہا کہ مہمان کو کھانا کھلا دو۔ اس شخص نے اصرار کیا کہ میں تو آپ کے ساتھ ہی کھاؤں گا۔ آخر جب وہ اس درویش کے ساتھ کھانے بیٹھا تو اس کیلئے نیم کے گولے تیار کر کے آگے رکھے گئے۔ حضور انور نے فرمایا: اس قسم کے امور بعض لوگ اختیار کرتے ہیں اور غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کو اپنے باکمال ہونے کا یقین دلائیں۔ مگر اسلام ایسی باتوں کو کمال میں داخل نہیں کرتا۔

سوال قرآن کریم میں کس قسم کی غذا کھانے کا حکم ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے كُلُوۡا مِنَ الطَّیِّبٰتِ کہ پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ۔

سوال اسلام کے نزدیک معزز ہونے کا پیمانہ کیا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ کی نظر ہمیشہ تقویٰ پر ہے۔ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ یعنی اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ بزرگی رکھنے والا وہی ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہو۔ یہ بالکل جھوٹی باتیں ہیں کہ میں سید ہوں یا مغل ہوں یا پٹھان اور شیخ ہوں۔ اگر بڑی قومیت پر فخر کرتا ہے تو یہ فخر فضول ہے۔

سوال تقویٰ اختیار کرنے والا کیسا ہوتا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: تقویٰ والے پر خدا کی ایک تجلّی ہوتی ہے۔ وہ خدا کے سایہ میں ہوتا ہے مگر چاہئے کہ تقویٰ خالص ہو اور اس میں شیطان کا کچھ حصہ نہ ہو ورنہ شرک خدا کو پسند نہیں تقویٰ کا مضمون باریک ہے اس کو حاصل کرو۔ خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ۔ جس کے اعمال میں کچھ بھی ریا کاری ہو خدا اس کے عمل کو واپس الٹا کر اسکے منہ پر مارتا ہے۔ ☆☆

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے

بِسۡمِ اللّٰہِ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ اَنۡ اَضِلَّ اَوۡ اُضَلَّ اَوۡ اَزِلَّ اَوۡ اُزَلَّ اَوۡ اَظۡلِمَ اَوۡ اُظۡلَمَ اَوۡ اَجۡھَلَ اَوۡ یُجۡھَلَ عَلَیَّ

اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ تعالیٰ ہی پہ توکل کرتا ہوں، اَے میرے اللہ میں گمراہ ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اسی طرح گمراہ کئے جانے سے بھی، پھسلنے اور پھسلائے جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ مَیں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے اور اس بات سے بھی کہ مَیں کسی سے جہالت سے پیش آؤں اور اُس پر زیادتی کروں یا کوئی مجھ سے جہالت سے پیش آئے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 8/ اپریل 2005 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ الاحزاب آیت نمبر 4 وَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیۡلًا (ترجمہ: اور اللہ ہی پر توکل کر اور اللہ ہی کارساز کے طور پر کافی ہے) کی تلاوت فرمائی۔

سوال تورات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کون سی صفات کا ذکر ملتا ہے؟

جواب حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! آپؐ کو تورات میں بعض ایسی صفات سے موصوف کیا گیا ہے جن سے قرآن میں بھی آپؐ کو موصوف کیا گیا ہے۔ پھر قرآنی آیت پڑھی کہ یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا کہ اے رسول! یقیناً ہم نے تجھے شاہد اور مبشر اور ڈرانے والا بنا کر اور امیوں کیلئے محافظ بنا کر بھیجا ہے۔ تُو میرا بندہ اور رسول ہے۔ سَمَّیۡتُکَ الۡمُتَوَکِّلَ مَیں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے۔ یہ توراۃ کی گواہی ہے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ توکل کی کیا تعریف فرماتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: توکل یہی ہے کہ اسباب جو اللہ تعالیٰ نے کسی امر کے حاصل کرنے کے واسطے مقرر کئے ہوئے ہیں، ان کو حتی المقدور جمع کرو اور پھر خود دعاؤں میں لگ جاؤ کہ اے خدا! تو ہی اس کا انجام بخیر کر۔ صدہا آفات ہیں اور ہزاروں مصائب ہیں جو اُن اسباب کو بھی برباد و تہ و بالا کر سکتے ہیں، اُن کی دست برد سے بچا کر ہمیں سچی کامیابی اور منزل مقصود پر پہنچا۔

سوال ابوجہل نے ایک شخص اراشہ نامی کے اونٹوں کی قیمت دینے پر ٹال مٹول کیا تو قریش نے اسے کہاں جانے کا حکم دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: قریش نے کہا کہ ایک شخص ہے محمد بن عبداللہ نامی وہ تمہیں یہ قیمت دلوا سکتا ہے، تم اس کے پاس جاؤ۔

سوال قریش نے اس شخص کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کس غرض سے بھیجا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ان کا یہ خیال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب یہ جائے گا تو آپؐ ہر حال میں انکار کریں گے۔ اور جب آپؐ انکار کریں گے تو ان لوگوں کو ایک تو مذاق اڑانے کا موقع ملے گا، دوسرے باہر سے آنے والے لوگوں کو آپؐ کی حیثیت کا پتہ لگ جائے گا۔

سوال جب اس شخص نے سارا ماجرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا تو پھر کیا واقعہ درپیش آیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً اٹھے اور کہا چلو مَیں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ ابوجہل کے مکان پر آئے اور دروازے پر دستک دی، اس کو باہر بلوایا۔ وہ باہر آیا تو آپؐ کی شکل دیکھتے ہی ایک دم حیران پریشان ہوگیا۔ آپؐ نے کہا تم نے اس آدمی کی یہ رقم دینی تھی وہ تم ادا کر دو۔ اس نے کہا ٹھہریں مَیں ابھی رقم لے کے آتا ہوں۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ اس وقت ابوجہل کا رنگ بالکل فق ہو رہا تھا۔ کہا محمد! ٹھہرو مَیں ابھی اس کی رقم لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ رقم لے کر آیا اور اسی وقت اس شخص کے حوالے کر دی۔ اور وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکریہ ادا کر کے چلا گیا۔

سوال قریش نے جب ابوجہل سے کہا کہ تُو نے وہ رقم اس کو کیوں ادا کر دی تو اس پر ابوجہل نے کیا جواب دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ابوجہل نے کہا خدا کی قسم! جب مَیں نے محمد کو اپنے دروازے پر دیکھا تو مجھے یوں نظر آیا کہ اسکے ساتھ لگا ہوا ایک مست اور غضب ناک اونٹ کھڑا ہے اور مَیں سمجھتا تھا کہ مَیں نے اگر ذرا بھی چون و چرا کیا تو وہ اونٹ مجھے چبا جائے گا۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توکل کا انداز ہجرت مدینہ میں ہمیں کیا دیکھنے کو ملتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؐ اپنی جگہ حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا کر وہاں سے نکلے اور پھر توکّل یہ بھی تھا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین تھا کہ حضرت علیؓ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ غار ثور میں پہنچے تو وہاں جا کر بھی توکّل کی کیا اعلیٰ مثال ہمیں نظر آتی ہے ۔ آپؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو فرماتے ہیں کہ پریشان نہ ہو، گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر فرمایا کہ اے ابوبکر! تم ان دو شخصوں کے متعلق کیا گمان کرتے ہو جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے۔

سوال سراقہ اپنے تعاقب کے واقعہ کو کن الفاظ میں بیان فرماتا ہے؟

جواب حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اےؓ فرماتے ہیں: سراقہ خود اس واقعہ کو بیان کرتا ہے کہ مَیں ان کے تعاقب میں نکلا اور جب مَیں قریب پہنچ گیا تو گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور مَیں زمین پہ گر گیا۔ پھر تیر چلا کے فال نکالی تو فال اس کے اس تعاقب کے خلاف نکلی۔ مگر فال کے خلاف اس نے پھر تعاقب شروع کیا۔ پھر گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور پھر گر گیا۔ اس نے پھر فال نکالی تو پھر اس کے خلاف آئی۔ پھر اس نے تعاقب کرنا چھوڑ دیا، لیکن آپؐ کو آواز دے کر یہ کہا کہ مَیں اس نیت سے آیا تھا اور مَیں سمجھتا ہوں کہ میرا تعاقب غلط تھا اور مَیں واپس جا رہا ہوں۔ لیکن اس نے آپؐ سے ایک تحریر لی کہ جب آپؐ کو سارے عرب پر غلبہ عطا ہو گا تو میرا بھی خیال رکھیں۔ اور پھر وہ اپنی امان کا پروانہ لے کر واپس مڑا کہ میرا خیال رکھا جائے گا۔ اس پر آپؐ نے سراقہ کو یہ خوشخبری بھی دی تھی کہ تیرا کیا حال ہو گا جب کسریٰ کے کنگن تجھے پہنائے جائیں گے۔ سراقہ اس بات پر بڑا حیران ہوا۔ چنانچہ یہ بات بھی حضرت عمرؓ کے زمانے میں پوری ہوئی۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب رات کی نماز سے فارغ ہوتے تو کون سی دعا پڑھا کرتے تھے؟

جواب حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب رات کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو یہ دعا کرتے کہ اے اللہ! یہ میری دعا ہے اور تو اسے قبول کرنے والا ہے اور اے اللہ! میری یہ کوشش ہے اور توکل تجھ پر ہی ہے۔

سوال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رکوع میں جاتے تو کون سی دعا کیا کرتے تھے؟

جواب حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جب آپؐ رکوع میں جاتے تو یہ دعا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ أَنْتَ رَبِّيْ خَشَعَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَدَمِيْ وَلَحْمِيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہ اے اللہ مَیں نے تیرے لئے رکوع کیا میں تجھ پر ایمان لایا، تیرے لئے مسلمان ہوا، اور تجھ پر توکل کیا۔ تو ہی میرا ربّ ہے۔ میری سماعت اور بصارت، خون اور گوشت اور ہڈیاں اور اعصاب اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

سوال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھر سے نکلتے تو کون سی دعا کیا کرتے تھے؟

جواب حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے کہ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ یعنی اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ تعالیٰ ہی پہ توکل کرتا ہوں۔ اے میرے اللہ میں گمراہ ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اسی طرح گمراہ کئے جانے سے بھی۔ پھسلنے اور پھسلائے جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں ۔ اور پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ مَیں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے۔ اور اس بات سے بھی کہ مَیں کسی سے جہالت سے پیش آؤں اور اُس پر زیادتی کروں یا کوئی مجھ سے جہالت سے پیش آئے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بوقت وفات توکل علی اللہ کا کیا نمونہ دکھایا؟

جواب حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس آپؐ نے سات یا آٹھ دینار رکھوائے۔ آخری بیماری میں فرمایا اے عائشہ! وہ سونا جو تمہارے پاس تھا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا وہ میرے پاس ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ صدقہ کر دو۔ پھر حضرت عائشہؓ کسی کام میں مصروف ہو گئیں۔ پھر ہوش آئی تو پوچھا کہ کیا صدقہ کر دیا ہے؟ انہوں نے کہا ابھی نہیں کیا۔ پھر آپؐ نے ان کو بھیجا کہ لے کے آؤ۔ آپؐ نے وہ دینار منگوائے، ہاتھ پر رکھ کر گنے اور فرمایا کہ محمدؐ کا اپنے رب پر کیا توکّل ہوا، اگر خدا سے ملاقات اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت یہ دینار اسکے پاس ہوں۔ پھر حضورؐ نے وہ دینار صدقہ کر دیئے اور اسی روز آپؐ کی وفات ہو گئی۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو توکل کے متعلق کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امت کو نصیحت فرماتے ہیں کہ اگر تم اللہ پر توکّل کرو جس طرح کہ اس پر توکّل کرنے کا حق ہے تو وہ ضرور تمہیں اسی طرح رزق دے گا جس طرح کہ پرندوں کو دیتا ہے۔ جو صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر لوٹتے ہیں۔

......☆......☆......☆......

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)

ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai

چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان   لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر : عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ   فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

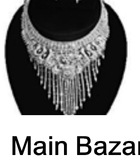

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

اَور اَور عذرات پیش کرنا کیا وید میں یہی صفات پرمیشر کے لکھے ہیں۔ واقعی بات تو یہ تھی کہ بقول آریہ وید کے اصول کی رُو سے پرمیشر کسی روح کو دائمی نجات دے ہی نہیں سکتا کیونکہ جب کہ تمام ارواح غیر مخلوق ہیں اور بموجب اصول وید کے یہ بھی ضروری کہ سلسلہ دنیا کا ہمیشہ جاری رہے تو اس صورت میں اگر پرمیشر روحوں کو دائمی نجات دیتا تو اس کا یہ لازمی نتیجہ ہوتا کہ ہر ایک رُوح جو دائمی نجات پالیتی وہ ہمیشہ کے لئے پرمیشر کے ہاتھ سے نکل جاتی اور رفتہ رفتہ آخر وہ زمانہ آجاتا کہ ایک روح بھی پرمیشر کے ہاتھ میں نہ رہتی اور پھر مجبوراً پرمیشر خالی ہاتھ بیٹھ جاتا اور جیسا کہ وید کی رُو سے مانا گیا ہے آئندہ دُنیا کا سلسلہ چل نہ سکتا کیونکہ پرمیشر کسی رُوح کے پیدا کرنے پر تو قادر نہ تھا تا نئی روحوں سے دُنیا کا سلسلہ چلاتا اور جب کہ پہلی رُوحیں دائمی نجات پا کر آواگون کے سلسلہ سے ہمیشہ کے لئے مخلصی پا جاتیں تو اِس صورت میں پرمیشر اُس شخص کی مانند ہوتا جس کا دیوالہ نکل جاتا ہے۔ ناچار اس مجبوری سے اس کو آواگون کا سلسلہ ختم کرنا پڑتا اور ایسا کرنا وید کی رُو سے اس کے مقرر کردہ اصول کے مخالف تھا پس درحقیقت محدود مکتی کا یہ راز تھا مگر پرمیشر نے دنیاداروں کے رنگ میں جو اپنا پول ظاہر کرنا نہیں چاہتے اصل حقیقت کو چھپایا۔ بھلا کوئی ایسی شرتی پیش تو کرو جس میں پرمیشر نے یہ کہا ہو کہ میں دائمی نجات دینے پر قادر تو تھا لیکن میں نے نہ چاہا کہ محدود اعمال کا غیر محدود بدلہ دوں۔ ہم ایسے کسی آریہ کو ہزار روپیہ نقد دینے کو تیار ہیں کہ اپنے اصول کو ملحوظ رکھ کر پھر ایسی شرتی وید میں سے ہمیں دکھلا دے۔ (ایضاً، صفحہ 30)

دائمی نجات نہ دینے کے بارے میں جھوٹا عذر اور بہانہ

نادان آریہ قرآن شریف پر ہمیشہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نام **خیر الماکرین** رکھا ہے یعنی ایسا مکر کرنے والا جس میں کوئی شر نہیں مگر اس جگہ تو وید کا پرمیشر شر الماکرین ٹھہرتا ہے کیونکہ جھوٹے بہانوں سے مکتی یافتوں کو بار بار آواگون میں ڈالتا ہے اور پھر جونوں کی تقسیم میں انصاف کا پابند نہیں رہتا اور دائمی نجات نہ دینے کے بارے میں ایک جھوٹا عذر پیش کرتا ہے اور اپنی ناحق کی شیخی دکھلانے کے لئے اصل واقعہ کو چھپاتا ہے اور سچائی کی پابندی سے یہ نہیں کہتا کہ دراصل میں دائمی مکتی دینے پر قادر ہی نہیں اور یہ جھوٹا بہانہ پیش کرتا ہے کہ محدود اعمال کا پاداش صرف محدود چاہئے۔

مالک کی نسبت انصاف کی پابندی کی شرط لگانا بالکل بیجا ہے
خدا تعالیٰ نے تمام قرآن شریف میں اپنا نام منصف نہیں رکھا

آریوں کے اصول کی رُو سے اُن کے پرمیشر کا نام مالک ٹھہر نہیں سکتا کیونکہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ قدرت نہیں رکھتا کہ بغیر کسی کے حق واجب کے اُس کو بطور اکرام انعام کچھ دے سکے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جو شخص کسی مال کا مالک ہوتا ہے وہ اختیار رکھتا ہے کہ جس قدر اپنے پاس سے چاہے کسی کو دیدے۔ مگر پرمیشر کی نسبت آریوں کا یہ اصول ہے کہ نہ وہ گناہ بخش سکتا ہے اور نہ جود و عطا کے طور پر کسی کو وہ کچھ دے سکتا ہے اور اگر وہ ایسا کرے تو اس سے بے انصافی لازم آتی ہے، لہٰذا تناسخ کے ماننے والے کسی طرح کہہ نہیں سکتے کہ پرمیشر مخلوقات کا مالک ہے۔ یہ تو ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ مالک کی نسبت انصاف کی پابندی کی شرط لگانا بالکل بیجا ہے ہاں ہم مالک کی صفات حسنہ میں سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ رحیم ہے وہ جواد ہے وہ فیاض ہے وہ گنہ بخشنے والا ہے مگر یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے زرخرید غلاموں اور گھوڑوں اور گائیوں کی نسبت منصف مزاج ہے کیونکہ انصاف کا لفظ وہاں بولا جاتا ہے جبکہ دونوں طرف ایک ہی قسم کی آزادی حاصل ہو۔ مثلاً ہم مجازی سلاطین کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ وہ منصف ہیں اور رعایا کے ساتھ انصاف کا سلوک کرتے ہیں اور جب تک رعایا اُن کی اطاعت کرے اُن پر بھی انصاف کا قانون یہ واجب کرتا ہے کہ وہ بھی رعایا کی اطاعت اور خراج گذاری کے عوض میں اُن کے مال و جان کی پوری نگہبانی کریں اور ضرورتوں کے وقت اپنے مال میں سے اُن کی مدد کریں۔ پس ایک پہلو سے سلاطین رعایا پر حکم چلاتے ہیں اور دوسرے پہلو سے رعیت سلاطین پر حکم چلاتی ہے۔ اور جب تک یہ دونوں پہلو اعتدال سے چلتے ہیں تب تک اس ملک میں امن رہتا ہے اور جب کوئی بے اعتدالی رعایا کی طرف سے یا بادشاہوں کی طرف سے ظہور میں آتی ہے تبھی ملک میں سے امن اُٹھ جاتا ہے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ ہم بادشاہوں کو حقیقی طور پر مالک نہیں کہہ سکتے کیونکہ اُن کو رعایا کے ساتھ اور رعایا کو اُن کے ساتھ انصاف کا پابند رہنا پڑتا ہے مگر ہم خدا کو اس کی مالکیت کے لحاظ سے رحیم تو کہہ سکتے ہیں مگر منصف نہیں کہہ سکتے۔ کوئی شخص مملوک ہو کر مالک سے انصاف کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ ہاں تضرّع اور انکسار سے رحم کی درخواست کر سکتا ہے اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے تمام قرآن شریف میں اپنا نام منصف نہیں رکھا کیونکہ انصاف دوطرفہ برابری اور مساوات کو چاہتا ہے۔ ہاں اِس طرح پر خدا تعالیٰ منصف ہے کہ بندوں کے باہمی حقوق میں انصاف کرتا ہے لیکن اس طرح منصف نہیں کہ کوئی بندہ شریک کی طرح اس سے کوئی حق طلب کر سکے کیونکہ بندہ خدا کی مِلک ہے اور اُس کو اختیار ہے کہ اپنی مِلک کے ساتھ جس طرح چاہے معاملہ کرے جس کو چاہے بادشاہ بناوے اور جس کو چاہے فقیر بناوے اور جس کو چاہے چھوٹی عمر میں وفات دے اور جس کو چاہے لمبی عمر عطا کرے اور ہم بھی تو جب کسی مال کے مالک ہوتے ہیں تو اُس کی نسبت پوری آزادی رکھتے ہیں۔ (ایضاً، صفحہ 32)

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اَور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 22 - September - 2022 Issue. 38

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16 ستمبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کے کارناموں کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس ضمن میں ذمیوں کے حقوق کے بارے میں کچھ تفصیل ہے۔ ذمی وہ لوگ تھے جو اسلامی حکومت کی اطاعت قبول کر کے اپنے مذہب پر قائم رہے اور اسلامی حکومت نے ان کی حفاظت کا ذمہ لیا۔ یہ لوگ مسلمانوں کے برعکس فوجی خدمت سے بری تھے اور زکوۃ بھی ان پر عائد نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے ان کے جان و مال اور دوسرے انسانی حقوق کی حفاظت کے بدلے ان سے ایک معمولی ٹیکس وصول کیا جاتا تھا جسے عرف عام میں جزیہ کہتے ہیں۔ اسکی مقدار صرف چار درہم فی کس سالانہ تھی اور یہ صرف بالغ تندرست اور کام کرنے والے افراد سے وصول کیا جاتا تھا۔ بوڑھے اپاہج نادار محتاج اور بچے اس سے بری تھے بلکہ معذوروں محتاجوں کو اسلامی بیت المال سے مدد دی جاتی تھی۔ عراق اور شام کی فتوحات کے دوران متعدد قبائل اور آبادیاں جزیہ کی بنیاد پر اسلامی رعایا بن گئے۔ ان سے جو معاہدے ہوئے ان میں اس قسم کی شقیں بھی رکھی گئیں کہ ان کی خانقاہیں اور گرجے منہدم نہیں کئے جائیں گے اور نہ ان کا کوئی ایسا قلعہ گرایا جائے گا جسے وہ ضرورت کے وقت دشمنوں کے مقابلے میں قلعہ بند ہوتے ہوں۔ ناقوس بجانے کی ممانعت نہ ہوگی اور نہ تہوار کے موقع پر صلیب نکالنے سے روکے جائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: پھر جمع قرآن کا ایک بہت بڑا کام ہے جو حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے زمانہ میں ہوا۔ جمع قرآن حضرت ابوبکر صدیق کے عہد زریں کا بے مثال اور عظیم کارنامہ ہے۔ اسکا پس منظر یہ ہے کہ مسیلمہ کذاب سے ہونے والی جنگ، جنگ یمامہ میں سات سو حفاظ شہید ہو گئے۔ اس صورتحال میں حضرت عمر کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کیلئے انشراح صدر عطا فرمایا۔ آپ نے حضرت ابوبکر سے اسکا تذکرہ کیا۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا میں وہ کام کیسے کروں گا جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تو عمر نے کہا کہ اس کام میں بخدا خیر ہی خیر ہے۔ عمر نے یہ بات حضرت ابوبکر سے اتنی بار کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کیلئے آپ کو بھی انشراح صدر عطا فرما دی اور پھر حضرت ابوبکر نے زید بن ثابت کے سپرد یہ کام کیا۔ حضرت زید کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم اگر ابوبکر کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی ذمہ داری میرے سپرد کرتے تو وہ میرے لئے قرآن کریم کے جمع کرنے کے حکم سے زیادہ گراں نہ ہوتی۔ حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں کہ میں نے قرآن کریم کی تلاش شروع کر دی اور اسے کھجوروں کی شاخوں اور سفید پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے اکٹھا کیا یہاں تک کہ سورہ توبہ کا آخری حصہ مجھے حضرت ابوخزیمہ انصاری سے ملا جو ان کے سوا کسی اور سے نہیں۔

حضرت مصلح موعود ؓ فرماتے ہیں: ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں پورا قرآن نہ لکھا گیا تھا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں یقیناً سارا قرآن لکھا گیا تھا۔ رہا یہ سوال کہ پھر حضرت ابوبکر کے زمانہ میں کیوں لکھا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں قرآن اس طرح ایک جلد میں نہ تھا جس طرح اب ہے۔ پھر حضرت ابوبکر نے زید کو بلا کر کہا کہ قرآن جمع کرو چنانچہ فرمایا اِجْمَعْهُ۔ اسے ایک جگہ جمع کر دو یہ نہیں کہا کہ اسے لکھ لو۔ غرض الفاظ خود بتا رہے ہیں کہ اس وقت قرآن کے اوراق کو ایک جلد میں اکٹھا کرنے کا سوال تھا لکھنے کا سوال نہ تھا۔

حضرت ابوبکر ؓ کے عہد خلافت میں قرآن کریم ایک جلد میں جمع کر دیا گیا اور بعد میں حضرت عثمان کے عہد خلافت میں مزید پیش رفت یہ ہوئی کہ تمام عرب بلکہ تمام مسلم دنیا کو ایک قرأت پر جمع کر دیا گیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

حضرت ابوبکر کے بعد حضرت عثمان کے زمانے میں شکایت آئی کہ مختلف قبائل کے لوگ مختلف قرأتوں کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھتے ہیں اور غیر مسلموں پر اس کا برا اثر پڑتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم کے کئی نسخے ہیں۔ پس اس فتنہ سے بچانے کیلئے حضرت عثمان نے حرکات کے ساتھ قرآن شریف کو لکھ کر جو مکہ کی زبان کے مطابق تھا سب ملکوں میں کاپیاں تقسیم کر دیں اور آئندہ کے متعلق حکم دے دیا کہ سوائے مکی لہجہ کے اور کسی قبائلی لہجہ میں قرآن شریف نہ پڑھا جائے۔ اِس امر کو نہ سمجھنے کی وجہ سے یورپ کے مصنف اور دوسری قوموں کے مصنف ہمیشہ یہ اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے کوئی نیا قرآن بنا دیا تھا یا عثمان نے کوئی نئی تبدیلی قرآن کریم میں کر دی تھی لیکن حقیقت وہ ہے جو بیان کی گئی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ سوال کہ صحیفہ صدیقی کب تک محفوظ رہا۔ اس بارے میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت زید بن ثابت کے ذریعہ جس قرآن کریم کو ایک جلد میں مرتب کروایا اسکو صحیفہ صدیقی کہا جاتا ہے۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آپ کی وفات تک رہا۔ اسکے بعد حضرت عمر کے پاس آ گیا اور حضرت عمر نے ام المومنین حضرت حفصہ کے سپرد کر دیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ کسی شخص کو نہ دیا جائے۔ البتہ جس کو نقل کرنا یا اپنا نسخہ صحیح کرنا ہو وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان نے اپنے عہد خلافت میں حضرت حفصہ سے عاریتاً لے کر چند نسخے نقل کروائے اور وہ نسخہ حضرت حفصہ کو واپس لوٹا دیا۔ جب 54 ہجری میں مروان مدینہ کا حاکم ہوا تو اس نے اس نسخہ کو حضرت حفصہ سے لینا چاہا لیکن حضرت حفصہ نے انکار کر دیا۔ حضرت حفصہ کے انتقال کے بعد مروان نے حضرت عبداللہ بن عمر سے لے کر اس کو ضائع کر دیا لیکن حضرت عثمان پہلے اس کو محفوظ کروا چکے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق نے سب سے پہلے جو کام سرانجام دیئے یا جو کارنامے سب سے پہلے ان کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں انہیں اوّلیات ابوبکر کا نام دیا گیا ہے اور وہ یہ ہیں: آپ سب سے پہلے اسلام لائے۔ مکہ میں آپ نے اپنے گھر کے سامنے سب سے پہلے مسجد بنائی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں سب سے پہلے قریش مکہ سے قتال کیا۔ متعدد غلاموں اور باندیوں کو جو اسلام لانے کی پاداش میں ظلم وستم کا شکار تھے خرید کر آزاد کیا۔ قرآن کریم کو ایک جلد میں جمع کیا۔ قرآن کا نام مصحف رکھا۔ سب سے پہلے خلیفہ راشد قرار پائے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں سب سے پہلے امیر الحج مقرر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں سب سے پہلے نماز میں مسلمانوں کی امامت کی۔ اسلام میں سب سے پہلے بیت المال قائم کیا۔ پہلے خلیفہ ہیں جنکا مسلمانوں نے وظیفہ مقرر کیا۔ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے اپنا جانشین نامزد کیا۔ پہلے خلیفہ ہیں جن کی بیعت خلافت کے وقت ان کے والد حضرت ابوقحافہ زندہ تھے۔ سب سے پہلے شخص ہیں جنہیں اسلام میں کوئی لقب رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا۔ سب سے پہلے شخص ہیں جن کی چار پشتوں کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کے والد حضرت ابوقحافہ صحابی، حضرت ابوبکر خود صحابی، ان کے بیٹے حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر اور ان کے پوتے حضرت محمد بن عبدالرحمن بن ابوبکر یہ سب صحابی تھے۔

حضرت عائشہ سے پوچھا گیا کہ آپ ہمارے لئے حضرت ابوبکر کا حلیہ بیان کریں تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر گورے رنگ کے شخص تھے۔ دبلے پتلے تھے۔ رخساروں پر گوشت کم تھا۔ کمر ذرا جھکی ہوئی تھی کہ آپ کا تہہ بند بھی کمر پہ نہیں رکتا تھا اور نیچے سرک جاتا تھا۔ آنکھیں اندر کی طرف تھیں اور پیشانی بلند تھی۔

ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے پوچھا کہ حضرت ابوبکر خضاب لگاتے تھے تو انہوں نے کہا ہاں مہندی اور کتم سے بالوں اور داڑھی پہ رنگ لگاتے تھے۔

خشیت الٰہی اور زہد و تقویٰ کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت ربیعہ بن جعفر اور حضرت ابوبکر کو کچھ زمین عطا فرمائی۔ دونوں میں ایک درخت کیلئے اختلاف ہو گیا۔ حضرت ابوبکر نے بحث کے دوران کوئی سخت بات کہہ دی لیکن بعد میں اس پر نادم ہوئے اور کہا ربیعہ تم بھی مجھے کوئی ایسی سخت بات کہہ دو تا کہ اسکا قصاص ہو جائے لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ وہ دونوں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے سارا واقعہ بیان کیا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ربیعہ تم سخت جواب نہ دو لیکن یہ دعا دو۔ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ یَا اَبَا بَکْرٍ۔ اے ابوبکر اللہ تم سے درگذر فرمائے۔ اس پر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت ابوبکر نے یہ بات جب سنی تو اس کا اس قدر اثر ہوا کہ آپ ؓ زار وقطار روتے ہوئے لوٹے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک پرندہ دیکھا جو ایک درخت پر تھا آپ نے کہا اے پرندے تجھے خوشخبری ہو۔ اللہ کی قسم میں چاہتا ہوں کہ میں تمہاری مانند ہوتا۔ تم درخت پر بیٹھتے ہو اور پھل کھاتے ہو اور پھر اڑ جاتے ہو۔ تم پر کوئی حساب ہوگا اور نہ ہی کوئی عذاب۔ اللہ کی قسم میں چاہتا ہوں کہ میں راستے کے ایک جانب ایک درخت ہوتا اور اونٹ میرے پاس سے گزرتا اور مجھے پکڑتا اور اپنے منہ میں ڈال لیتا اور مجھے چبا ڈالتا پھر وہ مجھے جلدی سے نگل لیتا پھر اونٹ مجھے مینگنی کی صورت میں باہر نکالتا اور میں انسان نہ ہوتا۔

ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کے ہاتھ سے اگر لگام چھوٹ کر گر جاتی تو آپ اپنی اونٹنی کو بٹھاتے اور وہ لگام اٹھاتے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ نے ہمیں کیوں حکم نہیں دیا تا ہم آپ کو پکڑا دیتے۔ حضرت ابوبکر فرماتے میرے محبوب ﷺ نے مجھے اس بات کا حکم دیا تھا کہ میں لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں۔

حضرت مصلح موعود ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ایک دفعہ مسجد میں بعض لوگوں کی آواز سنی کہ ابوبکر کو ہم پر کون سی زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ جیسے نیکی کے کام وہ کرتے ہیں اسی طرح نیکی کے کام ہم کرتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا اَے لوگو ابوبکر کو فضیلت نماز اور روزوں کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس نیکی کی وجہ سے ہے جو اس کے دل میں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جن کا تہہ بند نیچے کو ڈھلکتا ہے وہ دوزخ میں جائیں گے۔ حضرت ابوبکر ؓ یہ سن کر رو پڑے کیونکہ انکا تہہ بند بھی ویسا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اُن میں سے نہیں ہے۔

حضرت عقبہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر کو دیکھا، انہوں نے حضرت حسن کو اٹھایا اور وہ یہ کہہ رہے تھے کہ میرا باپ تجھ پر قربان، یہ تو نبی کی شکل و شباہت ہے، علی کی شکل و شباہت نہیں ہے اور حضرت علی یہ سن کر ہنس رہے تھے۔

حضور انور نے فرمایا: باقی انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad